نام "المستعمل" ہے۔ یونانیوں اور ہندیوں کی معلومات میں ایک یقینی اضافہ تھا۔ منصور کے
زیر سایہ المجسطی مؤلفہ بطلیموس کا دوبارہ ترجمہ ہوا۔ اور مشہور منجموں سندین علی یحیٰی بن ابی منصور
اور خالد بن عبدالملک نے "نقشہ جات آزمودہ" تیار کئے۔ انکے مشاہدات خط معتدل النہار۔
کسوف خسوف مظاہر ذونابہ اور دیگر تغیرات سماوی سے متعلق تھے۔ نہایت بیش بہا اور علم
انسانی میں معتدبہ اضافہ کرنے والے۔

الکندی نے مختلف مضامین مثل حساب، فلسفہ، مساحت، علم شہاب ثاقب، علم بصر،
اور طب پر قریب دو سو کے کتب لکھیں۔ ابو معشر نے تغیرات سماوی کے مطالعہ کو اپنے لئے مخصوص
کیا۔ اور کتاب زرج ابی معشر ہمیشہ علم نجوم کا ایک خاص ماخذ رہی ہے۔

موسیٰ بن شاکر کے بیٹوں کے انکشافات جو سورج اور دیگر اجرام سماوی کی اوسط حرکت معلوم
کرنے سے متعلق ہیں یورپ کے تازہ ترین انکشافات کے لگ بھگ ٹھیک ہیں۔

ابو الحسن نے دوربین ایجاد کی۔ "البطانی" کا نجوم دانوں میں بڑا درجہ ہے۔ اسے مشرقین کا
بطلیموس کہتے ہیں۔ اسکے نقشہ جات نجوم صدیوں یورپ میں علم نجوم کی بنیادی عمارت رہے
ہیں۔ تاریخ علم ریاضی میں وہ بحیثیت جیب مستوی اور Cosine کا مخترع ہونے کے نہایت
معروف ہے۔

صرف عباسی ہی علم و ہنر کے واحد مربی نہ تھے۔ بلکہ Buyides کے زیر سایہ بھی
طبیبوں ریاضی دانوں اور اہل نجوم کی ایک جماعت نے ترقی پائی۔ الکوہی کے انکشافات
راس الجدی گرمائی و خط معتدل النہار خزانی نے انسانی ذخیرۂ علم میں بیش قدر اضافہ کیا۔

ابو الوفا نے خط قاطع اور خط مماس کے استعمال کو مشاہدات نجوم اور علم مثلث میں داخل
کیا۔ اور بطلیموس کے نامکمل نظریہ قمری کو ترقی دی۔

ادھر مصر میں بنی فاطمہ کے زیر سایہ قاہرہ علم و حکمت کا ایک نیا مرکز بن گیا۔ ابن یونس
کے حالات سے اس ذہنی سرگرمی کا پتہ چلتا ہے جو قاہرہ کے اندر ہر شعبۂ علم میں برسرِ کار تھی۔ وہ
اپنے زمانے کی ممتاز ترین ہستیوں میں سے تھا۔ شاقول اور اسکی تھرتھراہٹ سے وقت
کا اندازہ لگانا اسی کی ایجاد ہے۔ ابن یونس بباعث اپنی کتاب عظیم "زیج الاکبیر الحکیمی"
کے مشہور ہے۔ جسے اہل یونان و ایران اور اہل چین اور منگولوں نے بطور خود شائع کیا۔
ابن یونس کے انکشافات کو ابن النبذی اور الخزینی نے جاری رکھا۔ مؤخر الذکر کی شہرت کا

باعث اسکا انکشاف "انعکاس فضائی" ہے وہ ایک ممتاز عالم بصر و مہندس تھا بصارت کی اصلیت کے متعلق یونانیوں کے غلط خیالات کا اسی نے ازالہ کیا۔ اور پہلی بار اسی نے ثابت کیا کہ روشنی کی شعاعیں بیرونی اشیاء سے آکر آنکھ پر پڑتی ہیں آنکھ سے نکل کر بیرونی اشیاء سے نہیں ٹکراتیں۔ پردۂ چشم کو اس نے بصارت کا مرکز قرار دیا۔ اور ثابت کیا کہ جو اثرات اس پر پڑتے ہیں وہ براستہ اعصاب چشم دماغ تک لیجائے جاتے ہیں۔

بباعث علوم مختلفہ یورپ ہسپانیہ کا شرمندۂ احسان ہے۔ غرناطہ سواحل اور طلیطلہ مشہور علمی مرکز رہے ہیں۔ قرطبہ جسے "مطلع الانوار آفاق" کہا جاتا ہے یورپ میں تحصیل علم کا مرجع تھا۔

یورپ کے ہر حصے سے طلبا وہاں کے علماء سے پڑھنے آتے۔ ہر شعبۂ علم مثل طب، نجوم، جغرافیہ، کیمیا، تاریخ فطرت، کا مطالعہ قرطبہ میں بڑے ذوق سے کیا جاتا۔ رنبین صاحب فرماتے ہیں کہ "دنیا کے اس برگزیدہ گوشے میں ادب و سائنس کے مذاق کی پیروی سے دسویں صدی میں ہی ایک ایسی رواداری پیدا کر دی تھی جسکی مثال آج ملنی محال ہے عیسائی یہودی اور مسلمان ایک ہی بول بولتے ایک ہی گیت گاتے ایک ہی طرح کے علمی و ادبی مشاغل میں شریک ہوتے تھے۔ تمام روکیں جو قوم قوم کے درمیان حائل تھیں مٹا دی گئیں۔ تہذیب اخلاق ایک مشترکہ مقصد تھا جس میں سب ملکر اور ہم نوا ہوکر مصروف کار ہوتے تھے۔ حتیٰ کہ قرطبہ کی مساجد سائنس و فلسفہ کی تدریس کے لئے سرگرمیاں کا مرکز بن گئیں۔

یورپ کی سب سے پہلی رصدگاہ عربوں نے تیار کی۔ گیرالڈہ یعنی مینار سواحل بغرض مشاہدہ افلاک جابر بن عاقیہ ایسے مشہور مہندس کے زیر اہتمام ۱۱۹۰ء میں تعمیر ہوئی۔ لیکن موروں کے اخراج کے بعد اسے گھنٹہ گھر بنا دیا گیا۔ ہسپانی اتنا بھی نہ جانتے تھے کہ اس کا مصرف کیا ہے، عمر بن خلدون، ابن طارق، مسلمہ المغربی، اور مشہور ابن رشد اس نامور طبیبیوں کے گروہ میں سے چند ایک ہیں جو بارھویں صدی میں رونق ہسپانیہ رہے ہیں۔

مغربی افریقہ میں بھی ہسپانیہ مصر اور بغداد سے کچھ کم سرگرمی کا عالم نہ تھا۔ پھر محمود غزنوی ایسے مشہور بادشاہ کے ماتحت وسط ایشیا کی بھی وہی حالت تھی۔ لین پول صاحب کا قول ہے کہ "نپولین نے علم و ہنر کی بہترین صنعتیں اپنے مفتوحہ ممالک سے لاکر پیرس کی زیب و زینت میں

صرف کیں۔ لیکن محمود اس پر گوئے سبقت لے گیا کہ اس نے خود شاعروں اور صناعوں کو اپنے دربار میں زینت افروز کیا۔ دریائے جیحون کے شہروں سے بحیرہ خزر کے کناروں سے ایران خراسان سے مشرقی علوم کے چشم وچراغ علماء کو اس نے اپنی ملازمت میں کھینچ بلایا۔ اور باصرار لیکن بلا اکراہ انہیں آمادہ کیا کہ محمود کے دربار فلک آثار کو بیرونی مہندس، فلسفی، ریاضی دان، جغرافیہ دان، زائچہ نویس، محقق زبان سنسکرت، اور علم کیمیا اور طبعیات میں صاحب تصنیف سبھی کچھ تھا۔ فارابی فلسفی، عتبی مؤرخ اور بادشاہ کا معتمد خصوصی، بیہقی یعنی مشرق کا مسٹر پیپے، عنصری، فرخی۔ عسجدی، پھر سب سے بڑھکر فردوسی ایران کا ہومر جسکے شاہنامے نے قدیم روایات ایران کے بہادروں کو زندہ جاوید بنا دیا ہے یہ وہ شخصیتیں تھیں جن پر محمود کی نظر تلطف رہتی اور انہوں نے بھی اسکے عوض میں غزنی اور آقائے غزنی کو فاتحانہ جنگوں کی شہرت سے کہیں زیادہ نامور بنا دیا۔

ہلاکو کے غارتگر عساکر کے ہاتھوں بغداد کی تباہی نے مسلمانوں کے اس بڑے مرکز میں انکے تمدن و تعلیم کو ایک جانکاہ صدمہ پہنچایا۔ لیکن دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا جانے کیا جادو بھرا تھا کہ تیس سال سے کم عرصہ میں خود فاتح مفتوح بن گئے۔ چنانچہ ہلاکو کا پوتا حلقہ بگوش اسلام ہوا۔ پھر اسکے جانشین علوم کے بڑے مربّی رہے۔ تیمور ایک مخلص مسلمان تھا۔ چودھویں صدی میں اسکے ہاتھوں ایشیا کے اندر ایک بڑی سلطنت وجود پذیر ہو گئی۔ تیمور سائنس اور شعر و سخن کا حامی تھا۔ اپنے زمانے کے عالموں اور ہنرمندوں کی صحبت کو دوست رکھتا تھا۔ خود بھی صاحب تصنیف تھا۔ اور بحیثیت ایک قانون ساز اسکا رتبہ کچھ کم نہیں ہے۔ اس نے پرشکوہ درسگاہیں عالی شان مساجد وسیع کتب خانے سمرقند اور سلطنت کے دیگر بڑے بڑے شہروں میں قائم کئے۔

علاوہ علم نجوم کے جو مسلمانوں کے خاص مطالعہ کی چیز تھی۔ اعلیٰ علم ریاضی کے ہر شعبے میں انکی ذکاوت کے آثار ملتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ الجبرا یونانیوں کی ایجاد ہے۔ لیکن مسلمانوں نے اسے اعلیٰ تر مقاصد میں لگایا۔ انہوں نے تساوی ثانوی ایجاد کی اور پھر جلد تر نظریہ تساوی چہار میں معلوم کیا۔ نہ صرف الجبرا بلکہ مساحت، حساب، علم بصر، جر ثقیل، ایسے علوم نے ان کے ہاتھوں میں جا کر نمایاں ترقی حاصل کی۔ انہوں نے علم مثلث الدوائر ایجاد کیا اور پہلے پہل الجبرا کو علم مساحت میں استعمال کرنیوالے، خطہ مماس کو داخل کرنیوالے اور علم مثلث کے حل میں محراب کی بجائے جیب مستوی کو رواج دینے والے وہی ہیں۔ حسابی جغرافیہ میں بھی انکی ترقی کچھ کم نمایاں نہیں۔ اس سلسلے میں ابن حوقل مقریزی، مسعودی، البیرونی اور القمی، کی تالیفات بجا طور پر مشہور ہیں۔

جو کا طواف کریں جیسے سیارے سورج کا طواف کرتے ہیں

بخیال ہمبولٹ طبعیات کے اصل بانی مبانی عرب ہی ہیں۔ علاوہ دیگر علوم کے علم النباتات اور علم طبقات الارض میں بھی مسلمانوں کے قابل ترین اشخاص مصروف کار رہے ہیں۔ علم کیمیا بحیثیت ایک علم کے لاریب مسلمانوں کی ایجاد ہے۔ نیز علم البدن، طب اور فن جراحی کو انہوں نے کمال تک پہنچا دیا۔ انہوں نے کیمیاوی دواخانے جاری کئے۔ شفاخانے کھولے۔ الرازی۔ ابن سینا۔ ابوالقاسم خلف ابن عباس۔ ابن رشد۔ البیطار۔ نہایت ممتاز طبیب ہو گذرے ہیں۔ جنہوں نے دنیائے تخیل پر ایسے نقش بٹھائے ہیں کہ مٹائے مٹ نہیں سکتے۔ اور انکے نام یورپ کبھی بھلائے بھول نہیں سکتا۔ ابن سینا یقیناً اپنے زمانے کا قابل ترین شخص تھا۔ قدرت نے اسے ایک عالمگیر ادراک اور ہمہ گیر ملکہ تصنیف عطا کیا تھا۔ وہ فلسفی تھا۔ ریاضی دان تھا۔ مہندس تھا۔ شاعر اور طبیب تھا۔ آجتک دو براعظموں پر اسکا سکہ جما ہوا ہے۔ اور بجا طور پر وہ مشرق کا ارسطو کہلانے کا مستحق ہے۔ طبعیات اور علم موجودات وغیرہ میں شفا اور طب میں ایک گرانقدر مجمع العلوم قانون اسکی اہم تصانیف ہیں۔

رابرٹ بری فالٹ رقمطراز ہیں کہ "ہمارا سائنس بباعث حیرت افزا انکشافات یا انقلاب انگیز قیاسات کے ہی عربوں کی رہین منت نہیں بلکہ حق یہ ہے کہ وہی اسکی ہستی کا باعث ہوئے ہیں"۔ معلوم ہے کہ قدیم دنیا میں سائنس موجود نہ تھا۔ ریاضی اور ہندسہ یونانیوں کیلئے ایک غیر ملکی درآمد تھی۔ اور یہ چیزیں یونانیوں کے مشاغل علمیہ میں پورے طور پر داخل بھی نہ تھیں۔ بیشک یونانیوں نے رابطے ضابطے کلئیے اور نظریئے قائم کئے۔ لیکن خالص مشیت علم کے حصول میں صابرانہ جدوجہد۔ سائنس کے دقیق قواعد۔ مکمل و مفصل مشاہدات۔ تجربی تحقیق۔ یہ باتیں یونانیوں کے عین خلاف طبیعت واقعہ ہوئی تھیں۔ قدیم شائستہ دنیا میں محض اسکندریہ میں سائنس کی کسی قدر تحقیقات کی گئی۔ لیکن ہم جسے آج سائنس کہتے ہیں وہ یورپ میں ان چیزوں کے نتیجہ میں پیدا ہوئی یعنی تحقیق کی نئی روح۔ تفتیش کے جدید ذرائع۔ طریق تجربہ۔ مشاہدہ۔ پیمائش۔ اور علم ریاضی کی اس حد تک ترقی جو یونانیوں کو میسّر نہ تھی۔ یہ روح اور یہ طریقے عربوں کی بدولت یورپ میں داخل ہوئے کسی نے سچ کہا ہے کہ یورپ کے احیاء ثانی کی تاریخ لکھنی اور ان اثرات کا ذکر نہ کرنا جو تمدن عرب نے یورپ پر ڈالے یہ ایسی ہی عجیب بات ہوگی کہ کوئی شہزادہ ڈنمارک کے سوانح سپرد قلم کرے اور ہملٹ کے ذکر کو حذف کر ڈالے۔

فن تعمیر میں مسلمانوں کے کمالات کسی بیان کے محتاج نہیں۔ مغرب و مشرق میں ان کی باقیات الصالحات قائم ہیں جو آجتک دنیا سے خراج تحسین و آفرین وصول کر رہی ہیں۔

مشرقیین کا فن تعمیر کس شان و شکوہ اور خوبی و برتری کا تھا اس مدعا کے ثبوت میں الحمرا ایک شاہد ناطق ہے۔ وہ یہی فن تھا جس نے غرناطہ کو "زینت عالم" اور قرطبہ کو "محسن آباد" بنا دیا تھا۔

بحالت موجودہ ویران فتح پور سیکری کی نسبت لین پول صاحب فرماتے ہیں کہ "یہ ہندوستان کا پامپی آئی ہے اور بلحاظ اپنے لاثانی اور پائیدہ منظر کے ایک عجائب گھر جسے لطیف اور نزاکت پسند اور اک نے تعمیر کیا۔

پھر تاج محل کا تو ذکر ہی کیا کہ عظمت و شان میں دنیا کی کوئی عمارت اسکی ہمسر نہیں۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ "یہ ایک طلسم خواب ہے سنگ مرمر میں منقوش۔ جسے ٹیٹنس نے تجویز کیا اور جوہریوں نے پایۂ تکمیل پہنچایا۔ اور بالفاظ زومرانی "اس میں فقط ایک شیشے کے غلاف کی کسر باقی ہے"

بلحاظ تاریخی تحقیقات مسلمان دنیا کی نہایت ترقی یافتہ اقوام کے دوش بدوش ہیں۔ انکے ہاں فن عمارت جغرافیہ اور علم النسل علم تاریخ میں ہی داخل تھے۔ اور انکے بہترین دماغ اس دلآویز شعبۂ علم میں مشغول ہوگئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح نگاری سے شروع کرکے انہوں نے تاریخ کو ایک مستقل علم کے درجے تک پہنچا دیا۔ نچلے درجے کے سوانح نویسوں سے قطع نظر مجھے یہاں چند ایک مشہور مورخین کی شاندار تصانیف کا ذکر مقصود ہے۔

مثلاً مسعودی، طبری، ابن حبان، بیرونی، ابن البر، ابن قصرو، ابن خلکان، مقریزی اور ابن خلدون۔ یہ لوگ محض مؤرخ ہی نہ تھے بلکہ فلسفہ ریاضی اور جغرافیہ میں بھی دستگاہ رکھتے تھے۔

مروج الذہب مسعودی کی تصنیف عظیم ہے جسمیں مؤرخانہ جوش تحقیق کی روح تمام واقعات پیش آمدہ یا شنیدہ کا انضباط، معنی خیز تجربے، فراخدلی، زمانہ حال و استقبال پر وسعت نظر مسعودی کے نمایاں جوہر ہیں۔ مسعودی کو عرب کا ہیروڈٹس کہتے ہیں اور بجا کہتے ہیں۔

طبری سے جسے عرب کا لِوی کہنا چاہیئے۔ تاریخ الرسول والملوک ایسی بزرگ تصنیف کا مصنف ہے، الکامل ابن اثیر کی شاندار تصنیف ہے اور حق تو یہ ہے کہ اپنی طرز کی لاجواب کتاب ہے۔ ابن حزم فاضل ترین شخص تھا۔ وہ ہسپانی مسلمانوں میں سب سے زیادہ جدت طراز طبیعت اور اپنی ہمہ گیر ذکاوت اور گہرے علم کے سبب سے ان میں بغایت ممتاز۔ اسکی نہایت قابل قدر تصنیف کتاب الملل والنحل ہے بخیال مسٹر ولیم جونس ابن خلکان کی تصنیف وفیات الاعیان بلحاظ ایک عام تذکرہ ہونیکے

دنیا کی بہترین کتاب ہے۔ بیرونی کی مشہور تصنیف الآثار باقیہ ہے۔ لیکن اسلام کے سب سے بڑے محقق علامہ ابن خلدون ہیں۔ انکی عہد آفرین تصنیف کتاب العبر کے آغاز میں ایک مقدمہ ہے جو بجائے خود ایک ذخیرہ ہے علم کا اور فلسفیانہ مباحث کا۔ مقدمہ میں علامہ موصوف آغاز تمدن، ترقی تہذیب اور خاندانوں کے عروج و زوال کے اسباب پر بحث فرماتے ہیں۔ اور علاوہ دیگر امور کے اس موضوع پر بھی آپ نے قلم اٹھایا ہے کہ قومی چلن کی ساخت میں آب و ہوا کو کہاں تک دخل ہے۔ علامہ موصوف یورپ کے وسطی اور موجودہ زمانہ کے بڑے مؤرخین میکیاویلی وکو اور گبن کا پیشوا بجا طور پر سمجھے جاتے ہیں۔

عام ادبیات میں جو انسانی ذہن کے ہر پہلو پر مشتمل ہے مثلاً اخلاقیات میں علم موجودات میں منطق، میں بلاغت میں صدہا مسلمان مصنفین شمار کیے جا سکتے ہیں۔ مقفے نثر میں بدیع الزمان ہمدانی اور حریری کے اسمائے گرامی لائق صد تحسین و آفرین ہیں۔ مؤخر الذکر بلحاظ برجستگی زبان اور علوم مختلفہ کے اپنے پیشرو سے بہت بڑھ کر ہے۔ گو بلحاظ جدت اسلوب اس سے کم درجہ پر۔ شعر و سخن میں مسلمانوں کی دماغی استعداد پر کسی کو بھی سبقت نصیب نہیں ہوئی۔ ابو نواس، متنبی، ابو العلا، ناصر خسرو، انوری، خاقانی، نظامی، فردوسی، ابن ہانی، ابن زیدان، میر و غالب کی تصانیف نے انہیں غیر فانی بنا دیا ہے۔ انہوں نے دنیا بھر کی شاعری پر اپنا نقش بٹھا چھوڑا ہے۔ اور ان میں سے بعض ہومر کرونیٹر ڈینٹے ملٹن اور گیٹے سے بخوبی لگا کھا سکتے ہیں۔ جب تک شعر و سخن کا مطالعہ ہوتا رہیگا۔ انکی تصانیف اشتیاق سے پڑھی جائینگی اور ہمیشہ تعظیم و تکریم کی مستحق رہینگی۔

یہ تھے نمایاں اور شاندار کمالات ایک اُمّی نبی کے خدام کے۔ جب وہ بربریت و جہالت کی خواب غفلت سے بیدار اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جاری کردہ چشمہ سے سیراب ہوئے۔ تو وہی نوع انسانی کے درد آشام اور زلہ ربا ساری دنیا کے معلم و استاد بن گئے۔ انکے نام تاریخ عالم میں آب زر سے لکھے ہوئے ہیں دستبرد زمانہ سے مامون اور مرور ایام کے قتل و زوال کے اثر سے مصئون۔

مسلمانوں کے تمدن پر دو مصیبتیں وارد ہوئیں جن میں زیادہ تباہی خیز اور اپنے مہلک اثرات کے لحاظ سے دیرپا ہسپانیہ سے مسلمانوں کا اخراج تھا۔ بالفاظ لین پول "صدیوں ہسپانیہ مرکز تہذیب مرجع علم و فن اور ہر نور علم سے منور رہا۔ یورپ کا کوئی اور ملک ابھی موروں کی مملکت علم و فضل کے پاس تک نہیں پھٹکا۔ فرڈیننڈ اور آئی زابیلا کے زمانے کی مختصر ضیا پاشی اور چارلس پنجم کی سلطنت کو ایسا استوار تفوق قائم کرنا نصیب نہ ہوا۔ مور کچھ عرصہ کیلئے نکال دئیے گئے۔ عیسوی ہسپانیہ مہتاب صفت مستعار روشنی لیکر چمکا۔ پھر گہنا گیا۔ اور اسی تاریکی میں جب سے اب تک بھٹک رہا ہے" کانڈی کے الفاظ اس سے

فصیح تر ہیں" ان ممالک کو ابدی ظلمت گھیرے ہے جنہیں موروں کی موجودگی نے منور و متمول کر دیا تھا۔ فطرت تو نہیں بدلی۔ وہ اب بھی ویسی ہی روشن ہے جیسے پہلے تھی ہاں آدمی اور ان کا مذہب ضرور بدل گیا ہے۔ بعض شکستہ عمارات اب بھی ان کھنڈرات میں نمایاں نظر آتی ہیں جن سے وہ سنسان زمین پٹی پڑی ہے لیکن ان عمارات کے درمیان سے ان کھنڈرات میں سے صداقت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ" جاہ وجلال کا سہرا مغلوب شدہ عربوں کے سر اور نکبت و زوال کا طوق غلبہ آور ہسپانیوں کے گلے" (ترجمہ انگریزی مضمون ملک غلام فرید صاحب ریویو انگریزی لنڈن)

توراۃ و انجیل

میں

سرور کائنات کے متعلق پیشگوئیاں

(نمبر ۱)

آج کل عیسائی صاحبان مسیح کی آمد ثانی کے متعلق ہم سے مباحثہ کی طرح ڈالتے ہیں۔ حالانکہ خود ان کی مسلمہ کتاب اعمال الرسل سے ثابت ہے۔ کہ مسیحؑ کی آمد ثانی نہیں ہو سکتی جب تک حضرت موسیٰؑ کی پیشگوئی کا مصداق ظاہر نہ ہولے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"اور اسی طرح خداوند کے حضور سے تازگی کے دن آئیں اور وہ اُس مسیحؑ کو جو تمہارے واسطے مقرر ہوا ہے یعنی یسوع کو بھیجے۔ ضرور ہے کہ وہ آسمان میں اس مُدّت تک رہے جب تک کہ وہ سب چیزیں بحال نہ کی جائیں جن کا ذکر خدا نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے۔ جو دنیا کے شروع سے ہوتے آئے ہیں چنانچہ موسیٰؑ نے کہا کہ خداوند خدا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ سا ایک نبی پیدا کریگا" اعمال ۳ باب ۲۰ تا ۲۲۔ پس بموجب اس پیشگوئی کے اوّل اُس عظیم الشان نبی کی تحقیق ضروری ہے۔ پھر مسیحؑ کی دوبارہ آمد کا انتظار کریں۔ پس اس مختصر مضمون میں چند ان پیشگوئیوں کا ذکر کر کے انکے مسلّمات سے ہی ان کی تصدیق بیان کرتا ہوں اور مسیحی صاحبان سے استدعا ہے کہ وہ غور کریں۔ شائد اللہ تعالیٰ انہیں راہ ہدایت عطا کرے۔ آمین۔

علاوہ متذکرۃ الصدر پیشگوئی کے انجیل سے بالوضاحت ثابت ہے۔ کہ یہود میں چند نبیوں کی پیشگوئیاں

چلی آتی ہیں اور ان میں سے ایک نبی کے متعلق انہیں خاص طور پر انتظار تھا۔ کہ ہر مدعی نبوت سے اس نبی کے متعلق بھی پوچھتے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ یوحنا (یحییٰ علیہ السلام) سے یہود نے سوال کیا۔ کہ "تو کون ہے۔ تو اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں تو مسیح نہیں ہوں۔ انہوں نے اس سے پوچھا۔ پھر کون ہے کیا تو ایلیا ہے؟ اس نے کہا میں نہیں ہوں (انہوں نے پھر کہا) کیا تو وہ نبی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں"۔ یوحنا ۱/۲۰ و ۲۱ اس پیشگوئی سے تین نبیوں کی آمد کا ذکر ثابت ہے۔ اور بالخصوص ایک ایسے نبی کا جسکا نام لینے یا تعریف کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اسکے متعلق فقط وہ سہی اشارہ کافی ہے۔ چنانچہ اسکی تصدیق مندرجہ ذیل پیشگوئیوں سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ جب یہودیوں نے حورب کے دن خدا کا کلام سننے سے انکار کیا۔ تو خدا تعالیٰ نے پیشگوئی فرمائی۔

"اور کہا کہ ایسا نہ ہو کہ میں خداوند اپنے خدا کی آواز پھر سنوں اور ایسی شدت کی آگ میں پھر دیکھوں تاکہ میں مر نہ جاؤں اور خداوند خدا نے مجھے کہا کہ انہوں نے جو کچھ کہا سو اچھا کہا میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اسکے منہ میں ڈالونگا اور جو کچھ میں اسے فرماؤنگا وہ سب ان سے کہیگا اور ایسا ہوگا۔ کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کے کہیگا نہ سنیگا تو میں اس کا حساب اس سے لونگا"۔ استثناء ۱۸/۱۶ تا ۱۹

یہ پیشگوئی بالکل واضح اور صاف ہے کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا۔ کہ ان کے بھائیوں میں سے (یعنی بنی اسمٰعیل میں سے) موسیٰ علیہ السلام جیسا صاحب شرع نبی مبعوث کیگا جس کے متعلق اسی پیشگوئی میں ایک علامت بھی بتائی کہ وہ نبی خدا تعالیٰ کا کلام ہمیشہ خدا کے نام سے شروع کریگا۔ چنانچہ قرآن شریف جو خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ اسکی ہر سورۃ بِسۡمِ اللّٰہِ (خدا کے نام) سے شروع ہوتی ہے۔ پس اس پیشگوئی کے مصداق کے لئے اسی پیشگوئی میں دو زبردست علامتیں بیان کیگئی تھیں۔ اوّل یہ کہ وہ بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے ہوگا۔ دوئم۔ خدا تعالیٰ کے کلام کو خدا تعالیٰ کے نام سے ہی شروع کریگا۔ پس ہر خدا ترس آدمی جب اس پیشگوئی پر ادنیٰ تدبر کریگا۔ تو سمجھ لیگا۔ کہ یہ پیشگوئی نبی عربی سید الرسل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود سے پوری ہوگئی۔

وہ پتھر جسے معماروں نے رد کیا کونے کا سرا ہوگیا یہ خداوند سے ہوا جو ہماری نظروں میں عجیب ہے۔۔۔۔۔۔ مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے۔ زبور ۱۱۸/۲۲ و ۲۶ یہ پیشگوئی بھی اپنے بیان میں کسی

تشریح کی محتاج نہیں۔ یعنی جس کو معماروں نے رد کیا۔ اور اس کی کمزوری یا کسی اور وجہ سے اسے چھوڑ دیا آخر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہی پتھر ایسی جگہ لگا جو موزون اور اچھی تھی۔ مگر خود جناب مسیح ناصری علیہ السلام نے اس پیشگوئی کی وضاحت کردی ہے جو ہمارے مخاطبین عیسائی صاحبوں کے لئے قابل قبول اور مستند ہے۔ چنانچہ انگوری باغ کے ٹھیکہ کی تمثیل بیان فرماتے ہوئے ظاہر کیا۔ کہ "آخر اس نے اپنے بیٹے کو یہ کہکر بھیجا۔ کہ وہ میرے بیٹے کا تو لحاظ کرینگے۔ جب باغبانوں نے بیٹے کو دیکھا تو آپسمیں کہا۔ کہ یہی وارث ہے آؤ اسے قتل کر کے اسکی میراث پر قبضہ کرلیں اور اسے پکڑ کر باغ سے باہر نکالا اور قتل کر دیا۔ پس جب باغ کا مالک آئیگا تو ان باغبانوں کے ساتھ کیا کریگا انہوں نے اس سے کہا ان بُرے آدمیوں کو بُری طرح ہلاک کریگا اور باغ کا ٹھیکہ اور باغبانوں کو دیدیگا جو موسم پر اسکو پھل دیں۔ یسوع نے ان سے کہا کیا تم نے کتاب مقدس میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہوگیا یہ خداوند کی طرف سے ہُوا۔ اور ہماری نظر میں عجیب ہے۔ اسلئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت[1] تم سے لے لی جائیگی اور اس قوم کو جو اسکے پھل لائے دیدیجائیگی متی ۲۱ / ۳۳ تا ۴۳

اب خود جناب مسیح علیہ السلام نے یہود کی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے پیشگوئی کی۔ کہ یہ بادشاہت روحانی (نبوت) تم سے لیکر کسی اور قوم کو دیجاویگی۔ اور مالک خود آئیگا۔ چنانچہ زبور میں لکھا ہے۔ کہ مبارک ہے وہ جو خدا کے نام پر آتا ہے پس خدا کے نام پر مالک کا آنا۔ خدا کے بیٹے کا قتل کیا جانا۔ اس بادشاہت کا کسی اور قوم کو (جو بنی اسرائیل کے علاوہ ہوگی) دیا جانا۔ یہ تمام باتیں اس امر کا ثبوت ہیں۔ کہ کسی زبردست نبی کے آنیکی پیشگوئی ہے۔ جو خود مسیح کے قتل کے بعد آئیگا۔ جسکے آنے سے یہودیوں میں سلسلہ نبوت منقطع ہو جاویگا۔

"عرب کی بابت الہامی کلام۔ عرب کے صحراء میں تم رات کو کاٹو گے۔ اے ددانیون کے قافلو پانی لے کر پیاسے کا استقبال کرنے آؤ۔ اے تیما کی سرزمین کے باشندو روٹی لیکے بھاگنے والے کے ملنے کو نکلو کیونکہ وہ تلواروں کے سامنے سے ننگی تلوار سے اور کھینچی ہوئی کمان سے اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہیں کیونکہ خداوند نے مجھ کو یوں فرمایا ہنوز ایک برس ہاں مزدور کے سے ٹھیک

---

[1] یعنی سلسلہ وحی و الہام و نبوت و رسالت کا اسرائیل میں بند کر دیا جائیگا ؛

برس میں قیدار کی ساری حشمت جاتی رہیگی اور تیر اندازوں کے جو باقی رہے قیدار کے بہادر لوگ گھٹ جائینگے" یسعیاہ ۲۱/۱۳ تا ۱۷ ہر ایک وہ شخص جو حضور صلعم کی مکی زندگی سے واقف ہے۔ یا ہجرت کے واقعہ سے باخبر ہے۔ وہ اس پیشگوئی کو پڑھتے ہی پکار اٹھیگا۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ کہ یہ پیشگوئی حضور صلعم پر ٹھیک پوری ہوئی۔ کیونکہ حضورؐ ہی صناد ید قریش کے نوجوانوں (جو رات کو مارنے کے ارادے سے آپؐ کے مکان کا محاصرہ کیئے ہوئے تھے) کی ننگی تلواروں سے نکل کر تیماء یعنی شمالی عرب (مدینہ منورہ) کو بھاگ گئے تھے۔ پس اس پیشگوئی میں کئی باتوں کو ظاہر کیا گیا ہے۔ (۱) ایک شخص بھوکا پیاسا ہونے کی حالت میں سفر کریگا۔ (۲) اس کا سفر مخالفوں کے ظلم و ستم اور دکھ دینے کی وجہ سے ہوگا۔ (۳) جب اپنے گھر سے نکلیگا تو مخالف لوگ ننگی تلواروں سے اس کا محاصرہ کیئے ہوئے ہونگے۔ مگر وہ سب کی آنکھوں میں مٹی جھونک آئیگا۔ (۴) جنوبی علاقہ عرب سے شمالی عرب تیماء کو آئیگا۔ (۵) جب یہ واقعہ ہوگا۔ تو ٹھیک ایک سال بعد قیدار جو حضرت اسمٰعیلؑ کا بیٹا اور مکہ والوں کا مورث اعلیٰ تھا۔ اسکی اولاد یعنی مکہ والوں کی حشمت جاتی رہیگی انہیں شکست ہوگی۔ کئی لوگ مر جاوینگے۔ اور بہادر لڑائی میں گھٹ جاوینگے۔ چنانچہ ٹھیک ایک سال بعد جنگ بدر ہوئی جس نے ستر بہادروں کو تیغ اجل کا نشانہ کروا دیا اور بڑے بڑے سردار چن چن کر مارے گئے۔ باقی ستر بڑے بڑے آدمی قید ہو گئے۔

دیکھو میرا بندہ جسے میں سنبھالتا۔ میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے میں نے اپنی روح اسپر رکھی وہ قوموں کے درمیان عدالت جاری کرائیگا۔ اس کا زوال نہ ہوگا اور نہ مسلا جائے گا جب تک راستی کو زمین پر قائم نہ کرے اور بحری ممالک اسکی شریعت کی راہ تکیں (مراد شریعت ہمیشہ رہیگی۔ مخالفوں سے اپنی بات منوا کر غالب ہوگا۔ اپنا سکہ جمائیگا۔ بحری ممالک حبش۔ مصر وغیرہ اسکی شریعت پر چلینگے)۔ وہ ستائش جو میرے لیئے ہوتی ہے۔ کھوئی ہوئی مورتوں کے لئے نہ ہونے دونگا۔ خداوند کے لئے ایک نیا گیت گاؤ (نئی شریعت پر چلو) قیدار کے آباد دیہات اپنی آواز بلند کرینگے (یعنی مکہ والے دنیا میں ترقی کرینگے) سلع کے بسنے والے ایک گیت گائینگے۔ (سلع مدینہ کی پہاڑی کا نام ہے)۔ وہ پیچھے ہٹیں اور نہایت پشیمان ہوں جو کھودی ہوئی مورتوں کا بھروسہ رکھتے ہیں اور ڈھالے ہوئے بتوں کو کہتے ہیں۔ کہ تم ہمارے اللہ ہو (مراد مکہ والے بت پرست)۔ کس نے یعقوب کو حوالہ کیا کہ غنیمت ہو۔ یسعیاہ ۴۲/۱ تا ۲۴ یہ حوالہ بھی بہت صاف اور بیّن ہے۔ اس سے کئی باتوں پر روشنی

پڑتی ہے۔ (۱) ایک بندہ خدا تعالیٰ کا پیدا ہوگا۔ خدا اس کا محافظ ہوگا۔ (۲) اپنی زندگی میں وہ مختلف قوموں پر غالب آئیگا اور انپر عدالت جاری کریگا۔ (۳) اس کی شریعت ابد تک ہوگی اس کا زوال نہ ہوگا۔ (۴) اس کی شریعت خشک و براعظموں سے بڑھ کر بحری ممالک تک پھیلے گی۔ (۵) وہ بندہ ایک بُت پرست قوم سے اُٹھیگا اور اس کا مقابلہ ہوگا۔ مگر خدا تعالیٰ اپنی ستائیش و تعریف کو غالب کریگا۔ (۶) خدا تعالیٰ ایک نئی شریعت اُس کے ذریعے قائم کریگا۔ (۷) بُت پرست اسکے مقابلے میں ذلیل ہونگے۔ (۸) وہ بندہ اتنا غالب ہوگا۔ کہ بنی اسرائیل میں سے بھی کئی قومیں اسکے ماتحت ہونگی۔ اور شرارت کرنے پر مغلوب ہوکر لونڈی غلام ہونگے۔ (۹) وہ قیدار کے آباد دیہات میں سے کسی ایسی جگہ ہوگا جو مرجع خلائق ہوگی۔ یہ تمام باتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی ہیں۔ مدینہ میں یہودیوں کے تین قبیلے رہتے تھے۔ بنو قریظہ۔ بنو نضیر۔ بنو قینقاع پہلے تو صلح رہی جب ان لوگوں نے سخت دُکھ دیا اور جنگ پر آمادہ ہوئے تو خارج البلد کردیئے گئے۔ اور ان کے اموال وغیرہ کو غنیمت میں لے لیا گیا۔

"میں نے اسکو صداقت کے لئے برپا کیا اور میں اسکی ساری راہیں آراستہ کرونگا۔ وہ میرا شہر بنائیگا اور میرے اسیروں کو بغیر قیمت اور عوض لئے چھوڑ دیگا رب الافواج فرماتا ہے۔ خداوند یوں فرماتا ہی مصر کی دولت اور کوش کا منافع اور سبا کے قد آور لوگ تجھ پاس آئینگے اور وہ تیرے ہونگے وہ تیری پیروی کرینگے وہ بیڑیاں پہنے ہوئے اپنا ملک چھوڑ کے آئینگے اور تیرے آگے سجدہ کرینگے وہ تیرے آگے منت کرینگے اور کہینگے یقیناً خدا تجھ میں ہے وہ جو بُت تراش ہیں سب کے سب گھبرا جائینگے۔" یسعیاہ ۴۵ باب ۱۴ تا ۱۶

تاریخدان اصحاب کو اس پیشگوئی کی صداقت کا علم ہوگیا ہوگا مگر پھر بھی بتا دینا ضروری ہے کہ اس پیشگوئی سے بھی مندرجہ ذیل باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ (۱) ایک برگزیدہ نبی صادق برپا ہوگا۔ (۲) وہ خدا تعالیٰ کا شہر بنائیگا۔ (۳) اس کی مخالفوں کے ساتھ لڑائی ہوگی۔ اور وہ غالب رہیگا۔ مگر قیدیوں کو بغیر فدیہ کے چھوڑیگا۔ (۴) مصر کی دولت۔ کوش کے منافع اور سبا یعنی یمن کے لوگ اسکے ماتحت ہونگے۔ اور اس کی سچائی۔ قوت قدسیہ کو مان کر متبع ہونگے۔ بُت تراشوں میں ہوگا اور توحید کا ڈنکہ بجائیگا۔ (اس باب میں پانچ دفعہ توحید کا اظہار کیا ہے۔ کہ وہ نبی توحید قائم کریگا)

میری سنو! اے لوگو تم جو صداقت کی پیروی کرتے ہو اور خداوند کے جویا ہو۔ میری سنو اے میری اُمت میری طرف کان دھر اے میری گروہ کہ ایک شریعت مجھ سے رائج ہوگی اور میں اپنی شرع کو قوموں کی روشنی

کے لئے قائم کرونگا۔ بحری مملکتیں میرا انتظار کرینگی اور میرے بازو پر انکا توکل ہوگا۔ پر میری نجات ابد تک رہیگی اور میری صداقت موقوف نہ کیجائیگی۔ ہر ظالم کا جوش خروش کہاں ہے؟ جھکایا ہوا بندھوا جلدی سے آزاد کیا جائیگا وہ غار میں نہ مریگا اور اس کی روٹی کم نہ ہوگی۔ میں نے اپنی باتیں تیرے مُنہ میں ڈالیں۔ یسعیاہ $\frac{51}{1 \text{ تا } 16}$

اس پیشگوئی میں بھی بعض باتوں کا ذکر ہے۔ (۱) صداقت کے جویاں لوگوں کو خوشخبری کہ خدا تعالیٰ شریعت برپا کریگا۔ (۲) وہ عام قوموں کے لئے ہوگی اور ان لوگوں کا توکل صرف خدا پر ہوگا۔ (۳) مخالف لوگ کوشش کرینگے مگر وہ شریعت ہمیشہ رہیگی۔ (۴) ظالم لوگ اس شریعت لانیوالے کو دُکھوں میں مبتلا کرینگے بلکہ محاصرہ کرینگے مگر وہ جلدی سے آزاد ہوگا۔ (۵) اور غار میں جاکر چُھپے گا۔ اسکی روٹی کم نہ ہوگی بلکہ کسی مخفی ذریعہ سے وہاں تک روٹی پہنچتی رہیگی۔ پس دنیا جانتی ہے۔ کہ یہ علامتیں بجز محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی پر نہیں آئیں۔

"اری اے بانجھ تو جو نہیں جنتی تھی خوشی سے للکار تو جو حاملہ نہ ہوتی تھی وجد کر کے گا اور خوشی سے چلا کیونکہ خداوند فرماتا ہے کہ بیکس چھوڑی ہوئی کی اولاد خصم والی کی اولاد سے زیادہ ہے۔ اپنے خیمے کے مقام کو بڑھا دے۔ ہاں اپنے مسکینوں کے پردے پھیلا۔ اس لئے کہ تو دہنی اور بائیں طرف بڑھیگی میری صلح (اسلام) کا عہد جنبش نہ کریگا۔ تیرے سب فرزند بھی خداوند سے تعلیم پائینگے۔ (یعنی وحی والہامات و کشوف ہونگے) جو کوئی تیرے برخلاف جمع ہوں اپنوں کو چھوڑ کر تیری طرف آئینگے (مکہ والے گھر بار چھوڑ کر مدینہ پہنچے) یسعیاہ $\frac{54}{1 \text{ تا } 17}$

یہ تمام خطاب مکہ کی بستی کو ہے۔ اور حضرت ہاجرہ والے واقعہ کے لحاظ سے مکہ کو بے اولاد قرار دیا۔ کہ اسمیں کوئی نبی نہ ہوا تھا۔ مگر اب اسمیں نبی ہوگا۔ اور وہ بڑھیگی۔ اس کی اولاد ملکوں میں خوب پھیلے گی۔ خیمہ کا تو دائیں بائیں بڑھنے کا ذکر بالخصوص مکہ کی طرف اشارہ ہے۔ پھر یہی ذکر چلتا ہوا $\frac{55}{3}$ میں فرمایا۔ کہ:-

"میں تم سے ابدی عہد باندھونگا پھر تمام امور کو بالتفصیل ذکر کرتے ہوئے اور قسم قسم کی بشارتیں دیتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ "تیرے بیٹے دور سے آئینگے۔ قوموں کی دولت تیرے پاس فراہم ہوگی اونٹوں کی قطاریں سانڈنیاں آکے تیرے گرد شمار ہونگی وہ سب جو سبا کے ہیں آئینگے وہ سبا اور سونا لائینگے اور خداوند کی بشارتیں سنائینگے قیدار کی ساری بھیڑیں تیرے پاس جمع ہونگی۔ نبیط کے مینڈھے تیری خدمت میں حاضر ہونگے وہ میری منظوری کے واسطے میرے مذبح پر چڑھائے جائینگے۔ ہاں وہ سب جنہوں نے تیری تحقیر کی تیرے

پاؤں پڑینگے۔ مَیں تجھے شرافت دائمی اور پُشت در پُشت کے لوگوں کا سردار بناؤنگا۔ ایک چھوٹے سے ایک ہزار ہونگے اور ایک حقیر سے ایک قوی گروہ ہوگی۔ یسعیاہ ۶۰ تا ۱
ان پیشگوئیوں اور علامتوں کو ایک خدا ترس جب غور سے پڑھیگا تو یقیناً جان لیگا۔ کہ ان تمام پیشگوئیوں میں وہ نبی کے گیت گائے جارہے ہیں۔ اور آنیوالی نعمت عظمیٰ سے مالامال ہونیکے لئے امیدیں دلائی گئیں ہیں۔ ان تمام باتوں سے مندرجہ ذیل باتوں پر روشنی پڑتی ہے۔ (۱) آنیوالے نبی کے حضور ملک ملک کے تحفے تحائف اموال وغیرہ آئینگے۔ (۲) اسکی روحانی سلطنت ابدی ہوگی۔ (۳) سبا کے لوگ سونا لائینگے چنانچہ حضرت علیؓ نے سبا یعنی یمن سے سونا بھیجا خود لیکر آئے بالخصوص مکہ والے اسکے پاس جمع ہونگے۔ (۴) جن لوگوں نے دُکھ دیا تھا۔ وہی قدموں میں گر کر معافی مانگیں گے۔ یہ فتح مکہ کیطرف اشارہ ہے۔ جب انہوں نے معافی مانگی۔ تو حضورؐ نے فرمایا لا تثریب علیکم الیوم۔ جاؤ۔ تم پر کوئی ملامت نہیں غرضیکہ بیدام غلام بنایا اور شرمندہ احسان کیا۔ (۵) اس نبی کے ملنے والوں کو خدا تعالےٰ سے شرف مکالمہ حاصل ہوگا۔ (۶) اس کی طرف لوگ ہجرت کر کے جائینگے۔ آج کوئی عیسائی بلکہ کوئی غیر مذہب کا نمائندہ الہام کا مدعی نہیں۔ بلکہ ہر مذہب الہام کا دروازہ بند مانتا ہے۔ مگر صرف اسلام اور مکی مدنی نورانی تعلیم ہے۔ جو اپنی صداقت کا زندہ ثبوت دیتی آئی ہے۔ اور لاکھوں لوگوں کو الہامات سے شرف حاصل ہُوا۔

"خدا تیما میں سے اور وہ جو قدوس ہے فاران سے آیا۔ سلاہ۔ اسکی شوکت سے آسمان چھپ گیا اور زمین اسکی حمد سے معمور ہوئی۔ حبقوق ۳۔ اس میں بھی ایک نبی کی آمد کا مژدہ ہے۔ کہ وہ تیما میں فاران سے جلوہ گر ہوگا۔ (۲) وہ سراسر قدوس ہوگا۔ (۳) اسکی شوکت تمام مذاہب پر چھا جائیگی۔ (۴) لفظ حمد سے اشارہ کیا۔ کہ وہ خود زیادہ حمد کرنیوالا ہوگا حتیٰ کہ اسکی حمد بھی زیادہ کیجائیگی۔ اور پھر اسکی حمد سے دنیا معمور ہوگی۔ چنانچہ اس حمد کو یوں بھی دوسری جگہ ظاہر کیا ہے۔ کہ صاف طور پر لفظ محمدیم[1] کہکر بتا دیا۔ کہ آنیوالا معشوق محمد نام سے موسوم ہوگا۔ اور اسی کی طرف اشارہ تھا۔ کہ "خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے انپر طلوع ہُوا فاران ہی کی پہاڑی سے وہ جلوہ گر ہُوا دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا۔ اسکے داہنے ہاتھ میں ایک آتشی شریعت انکے لئے تھی،، استثنا ۳۳ کہ (۱) اس نبی کا نام محمد ہوگا (۲) وہ فاران (جو مکہ معظمہ کا پہاڑ ہے) سے جلوہ گر ہوگا۔ (۳) اسوقت اسکے ساتھ دس ہزار فرشتہ خصلت مرید ہونگے۔ (۴) ایک شریعت بھی ہوگی۔ چنانچہ ان تینوں پیشگوئیوں نے جو باہم ایک دوسری کی تفصیل

[1] غزل الغزلات ۵/۱۶

کررہی ہیں۔ اور باقی گذشتہ پیشگوئیوں نے صرف اور صرف محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود سے اپنی صداقت ثابت کی۔ تلک عشرۃ کاملہ۔ پس خدا تعالیٰ کی قرآنی پیشگوئی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ کی صداقت آج بھی ثابت ہو رہی ہے۔ جبکہ واقعات و تجربہ نے ثابت کر دیا کہ بائیبل آئے دن متحرف ہو رہی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگلے نمبر میں میں صرف انجیل سے ایسی زبردست واضح پیشگوئیاں لکھونگا اور پھر خود توراۃ و انجیل سے معیار صادقین جو عام فہم اور مدلل ہونگے حاضرین کی خدمت میں پیش کروں گا۔ وما توفیقی الّا باللہ علیہ توکلت و الیہ انیب۔ مجھے توقع رکھنی چاہیئے۔ کہ عیسائی صاحبان ٹھنڈے دل سے ان عشرۃ کاملہ پر غور فرمائینگے۔

"مبارک ہیں وہ جو راستبازی کے بھوکے اور پیاسے ہیں" متی ۵/۶

روح و مادّہ حادث ہیں
مگر
سِلسلہ خلق قدیم ہے

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے ردّ تناسخ کی بنا روح و مادّہ اور سلسلہ دنیا تینوں کے حدوث اور عدم قدامت پر رکھی ہے۔

مگر واضح رہے کہ جب روح و مادّہ کا حدوث دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے حضرت سیّد محمد اسحٰق صاحب نے اپنی کتاب حدوث روح و مادّہ میں ثابت کر دیا ہے تو اب قدامت سلسلہ دنیا کے برخلاف لاطائل سعی بیہودہ قلم فرسائی نہیں تو اور کیا ہے۔ ہاں وہ اس اظہار سے آریہ سماجیوں کو اس اعتراض میں امداد دیتے ہیں جو وہ مسلمانوں پر کیا کرتے ہیں کہ اہل اسلام خدا تعالیٰ کو مالکیت کی صفت قدیمہ سے موصوف کرنے کے منکر ہیں۔ اور ازل سے موجودہ دنیا کی پیدائیش تک غیر مالک بلکہ غیر خالق جانتے ہیں العیاذ باللہ۔

میر صاحب نے اسی اعتراض کے باطل کرنے کے لئے قدامت سلسلہ مخلوقات کے ضمن میں ہر فرد مخلوق کو حادث قرار دیا ہے تاکہ تناسخ کی جڑھ کٹ جائے اور ادھر قدامت سلسلۂ دنیا ثابت کر کے خالقیت اور

مالکیت صفت الٰہیہ کو قدیمہ دکھایا تاکہ آریہ کا رد کلی طور پر ہو جائے۔

سلسلہ مخلوقات اور اس کی قدامت یا نوع مخلوق اور اس کی ازلیت اور ابدیت کی تشریح گو حضرت میر صاحب نے اپنی کتاب مذکور میں ایک بار نہیں کئی بار کر دی ہے مگر پھر بھی امرتسری مولوی نے اسپر اعتراض جڑ دیا۔ یہ دراصل بحسب عادت مالوفہ اس صداقت منصوصہ قرآن سے اعراض ہے جو صریحاً آیت کل یوم ھو فی شان میں مذکور ہے بلکہ بسم اللہ ہی غلط ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی صفت الرحیم مشہور ہے اس کے معنی بحر المحیط میں بار بار رحم کرنیوالا لکھے ہیں اس کا مفہوم سلسلہ مخلوق ازل سے جاری رکھنا بھی ہو سکتا ہے۔ پھر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ سلسلہ مخلوقات صرف اس موجودہ دنیا میں منحصر نہیں بلکہ کئی بار اور غیر محدود دفعات میں ہوتا آیا ہے۔ کیونکہ الحمد کے معنی ذکر الخیر ہیں اور ہمیشہ سے پیدا کرتے رہنا اور قدیم و ازل سے خالقیت کا اظہار زیادہ خوبی ہے بہ نسبت معطل رکھنے صفت خلق کے اور نامحدود و نامعدود زمانہ گذرنے کے بعد چند ہزار سال سے دنیا کو پیدا کرنا۔ اور پھر کبھی کل شیءٍ ھالك الا وجھہ کا نظارہ نہ دکھانا شایان شان رحمانی نہیں ہے پھر ربّ العالمین میں عالم کی جمع محلّے بلام استغراق جو جنس غیر محدود الافراد پر دال ہے یہی اشارہ کرتی ہے۔ پھر الرحمٰن کے معنی بے حد رحم کرنے والا بھی اسی امر پر دال ہیں اور قل لو کان البحر مدادًا لکلمات ربی میں کلمات بمعنی مخلوقات ہے جس سے نوع مخلوقات کا قدیم ہونا ثابت ہوتا ہے اور وما یعلم جنود ربك الا ھو بھی مخلوقات کے سلسلہ غیر محدود پر ہی دلالت کرتا ہے۔

اب مَیں حدوث ہر مخلوق کے سلسلہ کے معنی زیادہ واضح کرنے کے لئے کچھ لکھتا ہوں یہ تو ہماری مسلّمات سے ہے کہ ہر فرد مخلوق حادث و مسبوق بالعدم ہے یعنی پہلے کچھ نہیں تھا پھر خدا تعالےٰ نے اسے وجود دیا۔ مگر سلسلہ مخلوق کے یہ معنی ہیں کہ ایسا ہی ازل سے ابد تک کرتے رہنا۔ پیدا کرنا پھر معدوم کر دینا بود کرنا پھر نابود کرنا ہمیشہ سے ہے۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کی صفت جس کا اظہار بارادہ و اختیار ازل سے ابد تک اسکی ذات ذات البرکات کا خاصہ ہے **ارادہ** بھی اسکی صفت قدیمہ ہے نہ کہ جدید۔ اضطرار سے نہیں اختیار سے ہی اس صفت خلق کا اظہار کرتا آیا ہے۔ مگر نہ کسی خاص وقت سے بلکہ ازل سے لاابتدا زمانہ سے۔ اب سمجھے؟

یہ سلسلہ کائنات مسبوق بالعدم نہیں ہے یعنی ایسا زمانہ کوئی نہیں گذرا جسمیں یہ سلسلہ نہیں تھا خلق بعد از عدم ازل سے جاری رہا ہے ایک اور طریق سے سمجھیے فرد مخلوق اور چیز ہے اور اس کی نوع امر دیگر ہے مجموعہ افراد بھی فرد مخلوق ہے سلسلہ اور مجموعہ کو ایک ہی شے سمجھ لینا بلادت فہم ہے ہر مجموعہ مخلوقات مسبوق بالعدم ہے موجودہ دنیا سلسلہ مخلوقات کی ایک کڑی ہے اور یہ سلسلہ ازلی.... لاابتدائی ہے۔ پس سلسلہ نام ہے صفت خلق قدیمہ کے اظہار کے نتائج لا ابتدائیہ ازلیہ کا اور جیسے صفات کے قدیمہ ہونے سے شرک لازم نہیں آتا ایسا ہی سلسلہ یعنی صفات کے نتائج کے غیر محدود اور ازلیہ ہونے سے شرک لازم نہیں آتا کیونکہ نتائج کی ذوات حادثہ ہیں انکا تسلسل قدیمہ ہے۔ اور نتائج یا مخلوق کا نوع بھی جو امر عام ہے حادث نہیں کیونکہ اسکے افراد نامعدودہ ہیں۔

مولوی صاحب فرماتے ہیں پیدا کرنا ہی ایسا فعل ہے جو مفعول کا حدوث چاہتا ہے یہ درست ہے مگر خالقیت ہی ایسی صفت قدیمہ ہے جو اس حدوث کو لا ابتدا ازل سے جاری رکھنا اور بار بار کرنا چاہتی ہے

پھر فرماتے ہیں خلق کل شیٔ فقدرہ تقدیرا چونکہ روح و مادہ کل شیٔ میں داخل ہیں اس لئے قدیم نہیں ہیں یہ درست ہے مگر شئے کے مفہوم میں ذات و صفات بھی داخل ہیں تو کیا وہ بھی مخلوق ہیں؟

مولوی صاحب! سلسلہ اور نوع کا ہر فرد مخلوق ہے اور کل شیٔ سے مراد ہر موجود فی الخارج ہے یہ نوع موجود فی الخارج من حیث ہو ہو نہیں پس اس کی مخلوقیت کیسی؟ اور سلسلہ کا ہر فرد مخلوق ہے مگر کل شیٔ سے مراد یہ مفہومات من حیث ہی ہی تو نہیں اور ہر فرد کے مخلوق و حادث ہونے سے نوع اور سلسلہ کا حدوث لازم نہیں آتا جو چیز بھی ایجاد کر دی جائے وہ ایک جزئی مشخص ہو جاتی ہے اور وہ حادث بھی ہے مگر اس کا سلسلہ اور نوع من حیث ہی ہی کیونکر مخلوق اور حادث ہوا؟

پھر فرماتے ہیں "پیدا کرنا خدا کی صفت ہے جو مفعول پر اپنا اثر کر کے اسکو موجود کر دیتی ہے۔ اس فعل اور مفعول کی باہمی نسبت سمجھنے ہی سے سلسلہ کا حدوث صاف سمجھ میں آجاتا ہے"

مولوی صاحب! پیدا کرنا ہر ایک فرد کو موجود فی الخارج کر کے حادث کر دیتا ہے اور یہ سلسلہ کی ایک کڑی ہے یا نوع مخلوق کا ایک فرد۔ نہ یہ سلسلہ ہے نہ نوع ہے جسے ہم قدیم کہتے ہیں اسلئے کہ یہ سلسلہ اور نوع صفت خالقیت ازلیہ کا نتیجہ لازمہ ہے۔

پھر فرماتے ہیں کان اللہ ولم یکن معہ شئ صریح انکے مخالف ہے باوجود اس حدیث کے سلسلہ کائنات کی ازلیّت اور خدا کے ساتھ اسکے ہونے کا اعتراف کیا جاتا ہے۔

مولوی صاحب! یہ آپ کی خوش فہمی ہے ہم اس حدیث کے خلاف نہیں کہتے ہر فرد مخلوق ہر مجموعہ مخلوقات (مثلاً موجودہ دنیا) سے پہلے شانِ وحدت کو مانتے ہیں جیسے کل یوم ھو فی شان سے واضح ہے۔ مگر شان کان اللہ ولم یکن معہ شئ کا اظہار بھی نامحدود و نامعدود دفعہ ہو چکا ہے۔

مولویصاحب کی کیسی دیدہ دلیری ہے کہ آخر نتیجہ (ح) پر ختم کرگئے ہیں کہ آریوں کا اسلام پر الزام (کہ ازل سے خدا خالق نہیں تو مالک بھی نہیں) مسترد ہُوا اور حال یہ ہے کہ اسی الزام کو خود اسی رسالہ میں اپنے عقائد میں داخل کیا ہے۔

غرض سلسلہ مخلوقات کے معنی ہیں ہر فرد مخلوق کا کسی اور فرد مخلوق کے بعد پیدا ہونا ہر فرد کو مسبوق بالعدم ہونا لازم ہے۔ مگر سلسلہ مخلوق یعنی ہر فرد مخلوق کا کسی اور فرد کے بعد ہونا غیر مسبوق بالعدم ہے یعنی سلسلہ کا ابتدا نہیں ہے جس طرح ہر فرد کے بعد عدم ہے اور سلسلہ کی ابدیت کا انتہا نہیں

مولویصاحب فرماتے ہیں کہ ان کو ازل اور ابد میں اشتباہ ہُوا ہے۔ کیونکہ یہ ہم سب مانتے ہیں کہ خدا اگر چاہے تو مخلوق کا سلسلہ ختم نہ ہونے دے یہ حکم آیندہ کے لئے صحیح ہے جو ہنوز وجود میں نہیں رہا لیکن جو وجود میں آچکا ہے اور اسپر حکم مخلوق اور حادث لگ چکا ہے اسکے سلسلہ کو ازلی اور قدیم کہنا محض تحکم ہے۔ الخ

مولویصاحب! جس پر حادث کا حکم لگ چکا ہے وہ ہر فرد مخلوق ہے نہ کہ سلسلہ اور نوع مخلوق جو بوجہ اقتضاء صفت قدیمہ خلق کے قدیم اور ازلی ہے۔

ایک اور طرح سے سمجھ لیجئے کہ قدامت سلسلہ مخلوقات کے یہ معنی ہیں کہ اسکی حد ابتدائی خاص کوئی نہیں نہ یہ کہ کوئی فرد مخلوق قدامت ذاتیہ سے موصوف ہے۔ بلکہ اس سلسلہ حدوث کی حد ابتدائی کوئی نہیں ہے۔ دیکھئے مولویصاحب کلام الٰہی قدیم ہے اور غیر محدود۔ مگر ہر ایک کلمہ اور مجموعہ مثلاً قرآن توریت و زبور و انجیل کتب الٰہیہ محدود ہیں پس کیا اس سے یعنی ہر فرد کے محدود ہونے سے کلام یا کل کلمات اللہ کا محدود ہونا لازم آجاتا ہے حاشا و کلا۔ اسی طرح ہر فرد مخلوق کے محدود و حادث ہونے سے سلسلہ مخلوقات کا محدود ہونا لازم نہیں آتا۔

قصہ کوتہ نوع کے مخلوق حادث ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اس کے افراد سے ہر ایک مسبوق بالعدم مخلوق ہے نہ یہ کہ نوع بحیثیت نوعیت ایک مخلوق اور حادث ہے۔

اور ہر ایک مخلوق سے پہلے ایک اور مخلوق من الازل ہونیکا کوئی امر مانع نہیں ہے۔ اور خالقیت اور اظہار خلق کا کوئی ابتدا نہیں ہے کسی دلیل سے ثابت نہیں ہوتا کہ اس سلسلہ کا کوئی ابتدا خاص ہے بلکہ کل یوم ھو فی شان اور قدامت صفت خلق بلکہ جمیع صفات اللہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ ازل سے ہر ایک صفت قدیمہ الٰہیہ اپنا اپنا کام بلا تعطل کر رہی ہے۔

تتمہ

قدرت اور اسکی سُنّت بقوا ے وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰہِ تَبدِیلًا ولن تجد لسنۃ اللّٰہ تحویلا اپنے اٹل قانونِ تغیّر و تبدّل سے بلا شبہ ہمیں بتا رہی ہے کہ ہر فرد مخلوق باوجود مسبوق العدم ہونیکے اپنی نوع کا اور کوئی فرد بلکہ افراد رکھتا ہے اور سلسلہ وار لگاتار ایسا ہی ہوتا رہتا ہے۔ اور ہوتا آیا ہے تاریخ اور مشاہدہ دونو اس سلسلہ کی قدامت لا ابتدائیت اور ازلیت لا انتہایت پر شہادت یقینی دے رہے ہیں پھر اس سلسلہ کا کوئی خاص ابتدا معینہ حادثہ زمانہ سے مان لینا بجز حدوث صفت خالقیت و مالکیت یا تعطل کے بُرے عقیدہ کے نہیں ہو سکتا۔ جیسے صفات ذاتیہ الٰہیہ قدیمہ ہیں ویسے ہی صفات فاعلیہ بھی ازلیہ ہیں اور اپنا کام ازل سے کر رہی ہیں۔ ارادہ بھی صفت ازلیہ ہے اور تکوین بھی بحسب اذا اراد شیئًا ان یقول لہ کن فیکون اس ارادہ کے وقت ہی اپنا کام کر رہی ہے۔ یہ درست ہے کہ اختیار اور حکمت الٰہی آگے پیچھے بالترتیب مخلوقات کو وجود میں لا رہا ہے مگر سلسلہ خلق کا شروع کسی خاص مدّت سے مستلزم حدوث الصفات یا تعطل ہے۔ اصل الامر یہ ہے کہ ارادہ۔ اور ظہور مخلوق میں عدم کا زمانہ محدود لازمی طور پر آتا ہے مگر اس زمانہ محدودہ کا سلسلہ بھی ازلی ہے۔ اور یہی زمانہ اختیار اور اضطرار کا ما بہ الامتیاز ہے یعنی ایجاد کائنات بطور ایجاب تو معیت خالق و مخلوق کی مقتضی ہے مگر بطریق اختیار بمقتضائے کان اللہ و لم یکن معہ شیئٌ بعدیت ضروری کو چاہتی ہے۔ لیکن بعدیت محدود الابتدا نہیں ہے یعنی اگر صفت خالقیت کی قدامت اور ازلیّت اور کاملیت پر نظر کریں تو بھی اور خواہ ہر مخلوق کے پہلے اسکے عدم اور ایسے ہی اسی نوع کے ایک اور مخلوق کے...... وجود کو مشاہدہ کریں تب بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ سلسلہ ازلی ہے اور اسکی قدامت میں کوئی شبہ نہیں فذٰلک الکتاب لاریب فیہ ھدًی للمتقین۔ واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراطٍ مّستقیم۔ حدوث روح و مادّہ پر علامہ سید محمد اسحٰق صاحب نے بیرکن بحث کر دی ہے اسلئے مَیں نے اسی پر کفائت کر کے الحمد للہ رب العٰلمین۔ اولاً و آخراً پڑھ کر ختم کر دیا ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

مُرشدِ کامل اور اُس کی پہچان

{یہ وہ مضمون ہے جو انجمن امامیہ بٹالہ کے جلسہ میں ہمارے مکرم دوست مولانا اللہ دتا صاحب جالندھری مولوی فاضل نے پڑھا۔ دیگر مذاہب کے مضامین بھی تھے مگر یہی مضمون سب سے مؤثر و بالا رہا فالحمد للہ (ایڈیٹر)}

میرے پیارے بھائیو! ہم آج اس محفل میں اس لئے جمع ہوئے ہیں۔ کہ تا صلح اور آشتی۔ محبت اور پریم کے ساتھ مذاہب کی تحقیق کریں اور نہ صرف یہ کہ کسی کی دلآزاری اور دلشکنی نہ کریں بلکہ تمام مذاہب اور ان کے بانیوں کی عزت و احترام کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے حقیقت کو آشکار کریں۔ کیونکہ مذہب دنیا میں محبت۔ یگانگت اور اُلفت بڑھانے کا ذریعہ ہے نہ یہ کہ اس کی وجہ سے ہم میں بُغض۔ عناد اور دشمنی پیدا ہو جائے۔ چونکہ یہ مبارک تجویز اسلام اور ربانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کی عین منشاء ہے۔ لہٰذا میں آپ احباب اور بالخصوص اراکین انجمن امامیہ کا مشکور ہوں۔ جنہوں نے محض نیک نیتی سے اس احسن طریق پر مذاہب کا جائزہ لینا چاہا ہے۔ خدا تعالیٰ آپکے ساتھ ہو۔ اور حقیقت۔ صداقت اور آسمانی نور کے لئے آپکے سینوں کو کھولدے آمین۔

مذہب کی غرض کیا ہے؟ میرے معزز دوستو! عنوان بالا پر بحث کرنے سے پیشتر اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ مذہب کی کیا غرض ہے؟ سو واضح رہے۔ کہ انسان فطرتاً اپنے حقیقی خالق، اور مالک اور قادر مطلق خدا کا پیارا اور اس کا محب بننا چاہتا ہے۔ اور اس سے دُوری اور بُعد کو جہنّم سمجھتا ہے۔ اور اسی لئے وہ اس لامکان اور وراء الوریٰ ہستی کی جستجو میں کبھی جنگلوں میں، اور کبھی دریاؤں کے کناروں اور مرغزاروں میں اور کبھی پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور کبھی وادیوں میں حیران و سرگردان نظر آتا ہے۔ اور یہ مختلف مذاہب و ادیان بھی اس فطرتی تقاضے پر شاہد بیّن ہیں۔ کیونکہ تمام مذاہب باوجود ہزارہا قسم کے اختلافات اور تنازعات کے اس بات پر متفق اور متحد نظر آتے ہیں۔ کہ انسان ایک بلند اور اعلیٰ غرض کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ خالق و مخلوق۔ مالک و مملوک میں اتحاد اور یگانگت ہو جائے۔ اور اسی غرض کے حصول کے لئے انہوں نے ان مختلف طریقوں کو اختیار کر رکھا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید بھی فرماتا ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔

کہ شاہ و گدا، عالم و جاہل، امیر و غریب، حاکم و ماتحت سب کا انتہائی نقطہ مرکزی عبادت الٰہی ہے اور مذہب اس راستے کا نام ہے۔ جو انسان کو اس محبوب ازلی اور معشوق حقیقی سے جا ملائے۔ اور اس کو اسکی معرفت تامہ حاصل ہو جائے۔ کیونکہ یہ ایک مسلمہ صداقت ہے کہ انسان گناہ سے بچنے کیلئے معرفت تامہ کا محتاج ہے کیونکہ گناہ ایک زہر ہے۔ اور اس کا کھانے والا روحانی موت سے بچ نہیں سکتا۔ یا ایک تیز تلوار ہے جو عاشق و معشوق کے رشتہ کو یکدم پاش پاش کر دیتی ہے یا ایک تند آندھی ہے جو انسان کو اس ذات لا یدرک سے کوسوں دور پھینک دیتی ہے۔ اور اس کے بعد۔ جدائی اور افتراق کو ہی حقیقتاً دوزخ کہتے ہیں جس سے بچنے کے لئے انسان مذہب اختیار کرتا ہے۔ اور کسی ہادی کی اتباع۔ اقتداء اور پیروی کرتا ہے۔

راہ ہدایت دکھانیوالے ہر ملک ہر قوم میں آئے

پیارو! ہدایت کے لغوی معنی "راہ نمودن" ہیں۔ اور اصطلاحاً اسی مطلوب و مقصود کے راستہ اور کوچہ کو دکھلانا ہدایت کہلاتا ہے۔ اور یہ راہ بتانے والا ہادی کہا جاتا ہے۔

ہم مانتے ہیں۔ کہ اس بستان عالم کے مالک نے اپنے بندوں کی راہ نمائی اور دستگیری کے لئے ایک دو نہیں بلکہ بے شمار انسانوں کو ہادی بنایا ہے۔ جنہوں نے ہر قسم کی قربانی اور جانفشانی سے اس حقیقی عشق کو زندہ کیا اور لکھوکھا انسانوں کو خدا رسیدہ بنا دیا۔ جس طرح ہم شام اور فلسطین کے انبیاء کو مانتے ہیں اسی طرح ہم ہندوستان کے رشیوں اور یورپ و امریکہ کے ریفارمروں کو خدا کا مقرب جانتے ہیں اور جیسا ہم ابراہام اور موسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کو خدا کا پیارا اور نبی مانتے ہیں ویسے ہی ہم زرتشت اور کرشن کو خدا کا برگزیدہ تسلیم کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ وہ رحمان خدا جسمانی بارش اور جسمانی غذا کے لئے تو ہند اور چین میں کوئی امتیاز نہ رکھے لیکن روحانی بارش اور روحانی غذا جس کی انسان کو جسمانی خوراک سے کہیں زیادہ ضرورت ہے۔ کے لئے وہ صرف ایشیاء کے مخصوص ممالک کو چن لے۔ اور اپنے دوسرے بندوں کی روحانی پیاس اور ان کے عشق و ولولہ کے پورا کرنے کی کوئی راہ انپر نہ کھولے۔

قرآن پاک نے بھی ہمیں یہی تعلیم دی ہے وہ فرماتا ہے وان من امّۃ الا خلا فیھا نذیر (فاطر ع) ولکل قوم ھاد (رعد ع) ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا (نحل ع)

کہ کوئی مذہبی گروہ اور جماعت ایسی نہیں کہ جس کی بنیاد اور ابتداء کسی سچے اور راستباز اور پاک ہاتھوں سے نہ رکھی گئی ہو اس صلح کل اور پاکیزہ اصل کے ماتحت ہم سب ہادیان مذاہب اور جمیع ائمہ

اسلام کو قبول کرتے ہوئے عنوان بالا پر کچھ بیان کرتے ہیں۔ چونکہ میں قرآن کریم کو مکمل۔ جامع اور اکمل کتاب سمجھتا ہوں۔ لہٰذا میں ضروری خیال کرتا ہوں۔ کہ اپنی ہر ایک بات کو قرآن پاک سے ثابت کروں۔ تاکہ یہ بھی معلوم ہو جائے۔ کہ فی الواقع قرآن کریم ایک عالمگیر اور مکمل شریعت ہے۔

ہدایت کی دو قسمیں ایک ہدایت فطری

میرے بھائیو! ہدایت دو قسم پر منقسم ہے۔ (۱) ہدایت فطری۔ جو فطرتاً ہر انسان میں ہوتی ہے۔ کیونکہ اسلام اس بات کا قائل ہے کہ پیدائشی طور پر کوئی انسان ناپاک نہیں۔ بلکہ انسان خود اپنے افعال۔ اعمال اور کردار سے ناپاک بنجاتا ہے۔ اور اصل میں وہ پاک معصوم اور ہدایت یافتہ پیدا کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ انا ھدینٰہ السبیل اما شاکرا و اما کفورا (دہر ع) کہ ہم تو انسان کو ہدایت یافتہ ہی پیدا کیا ہے۔ ہاں پھر خود بعض ان میں سے ہمارے نافرمان بنجاتے ہیں دوسری جگہ ارشاد ہے ونفسٍ وما سوّٰھا فالھمھا فجورھا وتقوٰھا۔ کہ ہر نفس پاک ہوتا ہے وہ خدا کے ہاتھ سے پیدا کیا جاتا ہے اور اسکو نیک بد کی پہچان دیجاتی ہے چنانچہ منکرین ہدایت کے متعلق بھی فرمایا اولٰئک الذین اشتروا الضلالۃ بالھدٰی (بقرہ ع ۲) افسوس ان لوگوں نے فطرتی ہدایت کو ضلالت کے ساتھ تبدیل کر دیا۔ اور بانی اسلام علیہ التحیۃ والسلام فرماتے ہیں کل مولود یولد علی الفطرۃ کہ ہر بچہ پاک اور ہدایت یافتہ پیدا ہوتا ہے۔

پس ہر انسان فطرتاً ایک ہدایت سے مزین کیا جاتا ہے اس کو ہدایت فطری کہتے ہیں۔

دوسری ہدایت مذہبی

(۲) ہدایت مذہبی۔ یعنی وہ ہدایت جس کے حصول کے لئے مذہب کو اختیار کیا جاتا ہے اسلام اس میں بھی کسی خاص فرد کی تخصیص نہیں کرتا۔ بلکہ وہ تمام قوموں ملکوں و کل انسانوں کو عام دعوت دیتے ہوئے کہتا ہے۔ کہ مذہب کا خدا تک پہنچنا کسی سے مخصوص نہیں۔ بلکہ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سُبلنا (عنکبوت) کہ جو لوگ بھی مجاہدہ اور ریاضت سے کام لینگے۔ اور اس بے انتہا ذات کے لئے قربانی کرینگے۔ ہمیں اپنی ذات کی قسم ہے۔ کہ ہم انہیں ضرور ہدایت دینگے۔ اور وہ ایک دن ضرور اپنے مطلوب۔ مقصود اور محبوب کو پالینگے۔ مبارک ہیں وے جو اس مدعا میں کامیاب ہوگئے۔

مذہبی ہدایت تکمیل نفس کے لئے

پھر مذہبی ہدایت بھی دو رنگ کی ہوتی ہے۔ ایک ہدایت وہ ہے جس سے انسان اپنی ذات کو کامل کرتا ہے۔ اور اس نہر خوش گوار تک افتاں و خیزاں پہنچ جاتا ہے۔ اور ہر قسم کے مصائب مشکلات اور حوادث کا سامنا کرتے ہوئے مردانہ وار

ثبات و استقلال سے کام لے کر گوہر شفا حاصل کر لیتا ہے۔ اس قسم کی ہدایت کو ہدایت انفسی سے موسوم کیا جا سکتا ہے۔ اور ہادی کے لئے اِس ہدایت کا حصول نہ صرف ضروری ہے۔ بلکہ اُسکے بغیر وہ ہادی بن ہی نہیں سکتا۔

قرآن مجید نے بھی ہدایت انفسی کا یوں ذکر فرمایا ہے۔ قد افلح من زکّٰھا۔ جو اپنے نفس کو غیر کی ملونی اور گناہوں سے پاک کرے۔ وہ کامیاب ہو گیا۔ پھر فرمایا۔ یا ایھا الذین اٰمنوا لا یضرّکم من ضلّ اذا اھتدیتم۔ کہ اے مومنو! تم اگر دوسروں کی رہنمائی نہیں کر سکتے۔ تو کم از کم اپنی اصلاح تو ضرور کرو۔ اور آپ تو ہدایت یافتہ بنجاؤ۔

مذہبی ہدایت آفاق کیلئے

لیکن انسان چونکہ مدنی الطبع پیدا کیا گیا ہے۔ لہٰذا وہ اکیلا ہدایت پا کر دنیا میں کامیاب اور کامران نہیں رہ سکتا۔ بلکہ قریب ہے۔ کہ دشمنِ انسان یعنی شیطان کسی وقت اُسکو اپنے ثبات عزم اور ہمت میں متزلزل کر دے۔ لہٰذا ہمیشہ ہمیش کے لئے ان فتنوں کا سدِّ باب ہونا ضروری ہے۔ اور اُس کی ایک ہی صورت ہے۔ کہ دنیا میں سب ہادی ہی بنجاویں کوئی مضل باقی نہ رہے۔ لہٰذا مومن کا بحیثیت بنی نوع انسان کا ایک فرد ہونے کے نہ صرف اخلاقی بلکہ مذہبی فرض ہے۔ کہ وہ اپنے بھائیوں کو اِس نعمت سے حصہ دے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا۔ تو گویا وہ ایک رنگ میں ایک قبیح فعل کا مرتکب ہو رہا ہے۔ کیونکہ اُسکے پاس پانی تھا۔ مگر اُس نے دنیا کو پیاسا دیکھتے ہوئے بھی انکو سیراب نہ کیا۔ دنیا اندھیرے میں تھی۔ اُس نے باوجود سورج پر قابض ہونے کے اُن کو اندھیرے سے نہ نکالا۔ پس اسکا فرض ہے۔ کہ وہ دوسروں کو بھی ہدایت دے اور ایسی ہدایت کا نام ہدایت آفاقی ہے۔ جس کے بہت سے مدارج ہیں۔ جن کی تفصیل بہت وقت چاہتی ہے۔ لہٰذا میں اُنکو چھوڑتا ہوں۔

حصول ہدایت کے چار ذریعے۔

ہاں چونکہ مالکِ کون و مکان نے اِس دار العمل میں جبر سے ہدایت دینے کو اپنی حکمت کے منافی قرار دیا ہے۔ لہٰذا اُس نے اس ہدایت کے حصول کے لئے مختلف ذرائع مقرر فرمائے ہیں۔ جنکو چار حصّوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:۔

اوّل:۔ کتابوں کے ذریعے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے ہمیشہ سے آسمانی صحیفے نازل فرمائے ہیں۔ اور اُنکو ہادی قرار دیا ہے۔ اور اپنے اپنے اوقات میں وہ سب خدا کے کلام تھے۔ اور دنیا کے رہنما۔ چنانچہ قرآن مجید خود فرماتا ہے۔ اِن ھٰذا القراٰن یھدی للتی ھی اقوم (بنی اسرائیل) کہ میں دُنیا کو اس راہ کی ہدایت کرتا ہوں۔ جو سب سے اچھا۔ درست اور

مستقیم ہے۔ اور دوسری جگہ فرمایا۔ قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام ویخرجھم من الظلمات الی النور باذنہ ویھدیھم الی صراط مستقیم (مائدہ ع۳) کہ اللہ تعالیٰ اس مقدس صحیفہ کے ذریعہ ہر طالب رضائے مولیٰ کو اپنی راہ دکھاتا اور ہدایت کرتا ہے۔ اور انکو تاریکیوں اور ظلمتوں سے نکالکر نور اور روشنی عطا کرتا ہے اور انکو صراط مستقیم دکھلاتا ہے۔

چونکہ کتب الٰہیہ ہادی ہوتی ہیں۔ لہٰذا ہر مذہب و ملت کے پابند کسی نہ کسی کتاب کو مانتے ہیں۔ اور اسکے احکام اور قانون کو خدا کی خوشنودی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

دوم۔ فرشتوں کے ذریعہ۔ ہم دنیا میں مشاہدہ کرتے ہیں کہ ایک انسان اپنی بدکاری۔ بیحیائی اور بداعمالی میں حد سے بڑھ جاتا ہے۔ اور کمزوروں پر ظلم و ستم اور ہر قسم کے افعال شنیعہ کو ایک معمولی بات سمجھتا ہے۔ کہ اچانک اسکی روش۔ طرز زندگی بدل جاتی ہے۔ اور وہ ایک نیک۔ پارسا انسان کی زندگی بسر کرنے لگ جاتا ہے۔ اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایسا انسان بغیر کسی خارجی باعث کے ترک شر کا عزم کرکے ایصال خیر کا ارادہ کر لیتا ہے۔ یہ تحریک۔ یہ جنبش بغیر محرک کے نہیں ہو سکتی۔ اور علم النفس کے جاننے والے جانتے ہیں کہ انسان کی حالت مسئلہ ارتقاء کے ماتحت بدلتی ہے۔ اور فوری انقلاب بغیر اسباب خارجیہ کے ناممکن ہے۔ پس یہ پاکیزہ خیال کسی پاکیزہ روح کی تاثیر ہے۔ اسکو ہم فرشتہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ فرشتے اپنی غیر محسوس شکل میں انسان کے قلب پر ایک گہرا اثر کرتے ہیں۔ اور اس کو ہدایت دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ تمام ادیان میں کسی نہ کسی رنگ میں فرشتوں کے وجود کو مانا گیا ہے۔

سوم۔ نظائر اور واقعات کے ذریعہ۔ انسان ہیبت ناک مناظر اور خوفناک نظاروں سے جتنا متاثر ہوتا ہے۔ اور وہ جس قدر گہرا اور دیرپا اثر اسکے دل پر کرتے ہیں۔ وہ بھی ایک بے نظیر اثر ہوتا ہے۔ لہٰذا ہماری فطرت کے خالق نے دنیا کے بندوں کی رہنمائی نہ صرف اپنے قول سے کی ہے۔ بلکہ اپنے عمل فعل اور نیچر سے بھی کی ہے۔ اور اسمیں ایک عالم و جاہل برابر ہے۔ جس طرح اس کائنات عالم پر غور کرنے سے ایک فلاسفر اس نتیجہ پر پہنچیگا۔ کہ اس سلسلہ معلومات کی انتہائی کڑی یا علت العلل ضرور کوئی مقتدر ہستی ہے اس طرح ایک جنگلی ایک نظر سے صانع عالم کے وجود کی ضرورت کا قائل ہو جائیگا اسلیئے قرآن مجید نے منکرین الوہیت اور توحید باری کو بار بار اس صفت ید قلموں کی طرف متوجہ کیا ہے

یہ عالم جس طرح بحیثیت کُلّی ہادی ہے۔ اسی طرح بحیثیت جزئی یا افرادی بھی اُسکی اشیاء اور حوادث انسان کی رہنمائی کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔ اولم یھد للذین یرثون الارض من بعد اھلھا ان لو نشاء اصبنٰھم بذنوبھم ونطبع علیٰ قلوبھم فھم لا یسمعون (اعراف ع ۱۲) کیا دنیا کے بسنے والوں کو اُنسے گذشتہ انسانوں کے واقعات اور حالات ہدایت نہیں دیتے کہ کس طرح خدا کو پایا جاتا ہے۔ اور پھر اُسکا کیا اعلیٰ اور شیریں پھل ملتا ہے۔ اور ان کے معاندین کس طرح تہ و بالا کر دیئے جاتے ہیں۔

چہارم۔ انسانوں کے ذریعہ۔ چونکہ انسان اپنے ہم جنسوں کے تاثیرات کو جلد قبول کرتا ہے لہٰذا انبیاء و مامورین ہمیشہ ان میں سے ہی منتخب کیئے گئے۔ جو خدا سے علم پاکر ان کو ہدایت دیتے رہے۔ انسانوں میں دو قسم کے ہادی ہوتے ہیں۔ ہادیٔ کامل۔ ہادیٔ ناقص۔ ہادیٔ ناقص میں ہر مومن بھی شامل ہے۔ کیونکہ جیسا میں بتا چکا ہوں مومن کا بحیثیت انسان اپنے بھائیوں کی رہنمائی کرنا اخلاقی اور مذہبی فرض ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو خطاب کر کے فرماتا ہے۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر کہ تم سب سے بہتر اُمت ہو۔ کیونکہ تم تو محض اپنے دیگر بھائیوں کی خیر خواہی اور رہنمائی کے لئے پیدا ہوئے ہو۔ تم ان کو نیکی اور تقویٰ کی راہ دکھلاؤ اور بدی اور بُرائی سے بچاؤ۔

لیکن مومنوں میں سے ایک خاص جماعت اور طبقہ بھی ہے جن کی اصلی اور ایک ہی ڈیوٹی ہے کہ وہ لوگوں کو اپنے قول اور فعل سے راہ ہدایت کی طرف بلائیں چنانچہ اس بارہ میں ارشاد باری ہے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر۔ کہ مسلمانوں میں ایک جماعت بالخصوص داعی الی الحق ہونی چاہیئے اس جماعت ہی کا نام علماء ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔ کہ اللہ تعالیٰ سے پورے طور پر ڈرنے والے علماء ہی ہوتے ہیں۔

اولیاء۔ اقطاب۔ محدثین و مجددین سب حسب مراتب اسی زمرہ میں شامل ہیں۔

انسانوں میں سے ہادی کامل انبیاء ہوتے ہیں اور وہ دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) صاحب شریعت جدیدہ جیسے حضرت موسیٰ یا سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہما وسلم ہیں۔ (۲) دوسرے وہ جو کوئی نئی شریعت نہیں لاتے۔ ہاں ان کو پہلی شریعت کی نگہبانی اور حفاظت علمی و عملی کے

لئے مبعوث کیا جاتا ہے جیسے حضرت مسیح علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے سینکڑوں انبیاء جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انّا انزلنا التوراۃ فیہا ھدی و نور یحکم بہا النبیون الذین اسلموا (مائدہ) کہ ہم نے توراۃ کو نازل کیا۔ اس کے ساتھ بہت سے انبیاءؑ فیصلہ کرتے رہے ــ گویا انکے پاس اپنی نئی شریعت نہ تھی۔

نبی باوجود نئی شریعت نہ لانیکے "ہادی کامل" ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو باوجود غیر تشریعی نبی ہونے کے بار بار ہادی قرار دیا ہے۔ ایک جگہ فرماتا ہے وجعلناھم ائمۃ یھدون بامرنا الخ کہ وہ دنیا کے پیشرو اور ہادی تھے۔ اور وہ لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے۔ ہاں شریعت اور کتاب کا فرق ہوتا ہے۔ وبس۔

ایک سوال کا حل اس جگہ اگر یہ سوال ہو۔ کہ لوگوں کو تو انبیاءؑ سے ہدایت ملی۔ انبیاءؑ کو ہدایت کرنیوالا کون ہوتا ہے؟ سو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ انبیاءؑ مقام اجتباء پر ہوتے ہیں۔ یعنی وہ براہ راست خدا کے ہاتھ سے صاف کیئے جاتے ہیں اور اس کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں خدا تعالیٰ غیر معمولی طور پر اپنی آغوش شفقت میں لیکر ان کی تربیت کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روحانیت میں حقیقتاً فانیوں میں سے ان کا کوئی اُستاد نہیں ہوتا ہاں "کامل عاشق" اور "اکمل ہادی" کی روح کا ان سے لگاؤ ایک علیحدہ امر ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اتحاجونی فی اللہ وقد ھدان (انعام ع۹) کہ کیا تم مجھ سے خدا کے متعلق جھگڑتے ہو۔ اور مجھے اسکے متعلق بتلانا چاہتے ہو۔ حالانکہ اسی نے تو میری دستگیری فرمائی اور خود میری رہنمائی کی ہے۔

اور دیگر انبیاءؑ کے متعلق بھی یوں وارد ہوا ہے اولئک الذین ھدی اللہ فبھدٰھم اقتدہ (انعام غ) ان جمیع انبیاء کرامؑ کو خود خدائے پاک نے ہدایت کی ہے۔ پس اے انسان! تو بھی ان کی اقتداء کر۔

اس بیان سے ظاہر ہے۔ کہ عالم فنا کا ذرہ ذرہ خصوصاً کتب الٰہیہ۔ ملائکہ۔ افعال باری اور انبیاء و صلحاء سب اسی یکتا و بے مثال کی طرف اپنے اپنے رنگوں میں ہدایت کرتے ہیں ؎

چشم مست ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے ∴ ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خم دار کا
آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب ∴ ورنہ تھا قبلہ ترا رُخ کافر و دیندار کا

انسانوں میں ہادی کامل

لیکن اسجگہ جو سوال درپیش ہے۔ وہ انسان ہادیوں اور ان میں سے بھی کامل ہادیوں کے متعلق ہے سو واضح رہے کہ "کامل ہادی" کیلئے علی قدر مراتب مندرجہ ذیل اوصاف سے متصف ہونا ضروری ہے۔ اگر ان میں سے ایک بھی مفقود ہو جائے۔ تو وہ کامل ہادی نہیں کہلا سکتا گو ان میں سے بعض اوصاف ایسے ہیں۔ جن کا ہادی ناقص میں بھی پایا جانا ضروری ہے۔

کامل ہادی کی پہلی نشانی

یہ ایک سچا فلسفہ ہے کہ اندھا اندھے کو راہ دکھانے سے اور ایک اپاہج دوسرے کا بوجھ اُٹھانے سے قاصر ہے۔ راہ نمائی وہی کر سکتا ہے۔ جو خود راہ سے واقف اور منزل مقصود سے آشنا ہو۔ جو شخص خود ہی ایک جنگل کے نشیب و فراز اور پُر خطر راستوں سے بیگانہ ہے۔ وہ کیونکر دوسرے کو گائڈ کر سکتا ہے۔ پس سب سے پہلی اور ضروری بات ہادی میں یہ ہونی چاہیئے۔ کہ وہ خود اس یار ازل سے نہ قطع ہونے والا رشتہ اور نہ ٹوٹ سکنے والا تعلق پیدا کر چکا ہو۔ اور وہ ہمیں لوگوں کی آراء اور خیالات کے ماتحت نہ چلائے۔ بلکہ اپنے تجربہ شدہ راستہ پر چلا کر ہماری حقیقی تشنگی کو دُور کرے اور جوئے شیریں پر لا بٹھائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد باری ہوا۔ ثم دنا فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی (النجم ع) کہ یہ مامور تب ہادی بنا جب اس نے پہلے ہم سے کامل تعلق اور یکتا رشتہ قائم کر لیا۔

اور اس بات کا ثبوت کہ وہ فی الواقع "کامل" اور "واصل" ہے اس کی روزمرہ کی زندگی، اسکے ساتھ الٰہی تائید و نصرت، اسکی صحبت کے شیریں اور لذیذ اثرات اور اس کا پاک نمونہ ہوگا۔

ہادی کامل کی دوسری نشانی

ایک شخص اگر ایک لاکھ روپیہ کا مالک ہے۔ تو ہم اسے مالدار اور امیر تو کہہ سکتے ہیں مگر سخی اور فیاض تب کہیں گے۔ جبکہ وہ اس مال میں سے غرباء۔ مساکین۔ اور دیگر رفاہ عام کے کاموں پر زر کثیر خرچ کریگا۔ اسی طرح اگر ایک شخص خدا تک پہنچ گیا۔ تو ہم اس کو "عاشق الٰہی" اور "واصل خدا" تو کہہ سکتے ہیں۔ مگر وہ ہادی نہیں کہلا سکتا۔ جب تک کہ وہ اپنے ہم جنسوں کو بھی اسی حلاوت سے حصّہ نہیں دلا دیتا۔

کسی شخص کا دوسرے کے ساتھ احسان اور سلوک۔ ہمدردی اور محبت کو چاہتا ہے اور جتنا بڑا احسان ہوگا۔ اسی قدر ہمدردی کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اور خدا کا وصال اور اس کا تعلق چونکہ سب زمینی تعلقات، اور مادی اشیاء سے زیادہ قیمتی ہے لہٰذا اس نعمت سے بہرہ ور کرنے والا ہمدردی اور بنی نوع کی غمخواری میں اوّل نمبر پہ ہوگا۔ پس ہادی کے لئے ضروری ہے۔ کہ جس طرح وہ دائرہ الوہیت

سے متصل ہو۔ اسی طرح وہ انسانوں کی ہمدردی۔ خیر خواہی اور محبت میں بھی بے نظیر مجسمہ ہو۔ وہ بندوں کے ساتھ شفقتِ پدری سے بڑھ کر محبت کرنے والا اور ماں سے زیادہ رحم دل ہو۔ اسکے دل میں انکی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہو۔ اور وہ اپنے آرام۔ چین۔ سُکھ اور راحت کو ان کی خاطر قربان کردے۔ کیونکہ بغیر تڑپ اور جوش کے ہدایت دینا ناممکن ہے۔ پس ہادی بنی نوع انسان کا سب سے زیادہ غمخوار ہونا چاہیئے۔ چنانچہ ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:- لعلک باخع نفسک الا یکونوا مؤمنین۔ کہ اے رسول! تجھے ان لوگوں سے اس قدر محبت ہے اور انکی بھلائی اور بہی خواہی میں اس قدر ڈوبا ہوا ہے کہ اگر یہ راہِ مستقیم پر نہ آویں۔ تو گویا تو اپنے آپ کو ہلاک کرلیگا۔ اور ان کا ہدایت نہ پانا تیرے لئے نہایت شاق اور گراں ہے۔ دنیا سوتی ہے اور وہ ہادی اسکے لئے جاگتے ہیں۔ وہ آرام سے دن گزارتی ہے۔ مگر وہ اسکی خاطر قلق و اضطراب اور ہموم غموم کے پہاڑ اٹھاتے ہیں وہ ہنستی اور شاداں ہوتی ہے۔ وہ اسکے لئے روتے اور غمگین ہوتے ہیں۔ کیونکہ انکو وہ دل دیا جاتا ہے۔ جو ہمدردی اور محبت کا پتلا ہوتا ہے دنیا انکو ستاتی ہے۔ مگر وہ اسکے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جس وقت اہل طائف نے پتھروں سے زخمی کیا۔ اور آپکے اس شہر میں ٹھیرنے تک کو گوارا نہ کیا۔ تب بھی اس رحم کے پتلے نے یہی کہا۔ اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔ اے خدا تو ان لوگوں کو ہدایت دے کیونکہ یہ نہیں جانتے اور انہیں میری محبت کا اندازہ نہیں۔

حضرت مرزا صاحب علیہ السلام بھی فرماتے ہیں ؎

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو ٭ رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

اور پھر روزمرہ کی تکفیر و تفسیق کو سنتے ہوئے بھی فرماتے ہیں ؎

اے دل تو نیز خاطرِ اینان نگاہدار ٭ کآخر کنند دعویٰ حبِ پیمبرم

ہادی کامل کی تیسری نشانی

چونکہ انپر سے ہر قسم کا خفا دور کیا جاتا ہے لہٰذا ان کو اپنی صداقت اور نصرت الٰہی پر پورا پورا اعتماد اور بھروسہ ہوتا ہے وہ مصائب کو دیکھ کر اپنی صداقت میں متزلزل نہیں ہوتے بلکہ ان کا قدم عاشقانہ آگے ہی ہوتا ہے۔ انپر مشکلات کے پہاڑ گرتے ہیں۔ مگر یقین کی جس مضبوط چٹان پر وہ قائم ہوتے ہیں اس کو ہرگز جنبش نہیں ہوتی۔ کیونکہ ان کا ایمان سنا سنایا نہیں بلکہ مشاہدۃً اور عیاناً ہوتا ہے۔ اور وہ یقین رکھتے ہیں کہ یہ تکالیف ہمیں ہلاک کرنے کے لئے نہیں بلکہ ترقی دینے کے لئے آئی ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلعم کو ارشاد ہوا:- "علیٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی"

کہدو کہ مَیں کامل یقین اور وثوق سے اپنے آپ کو سچّا سمجھتا ہوں اور تمھیں دعوت الی الحق دیتا ہوں۔ تمھاری تکالیف اور اذیتیں مجھے ہلاک نہیں کر سکتیں۔

حضرت مرزا صاحبؑ کو بھی اپنی صداقت اور الٓہی نصرت پر پورا وثوق تھا۔ چنانچہ آپؑ کی مندرجہ ذیل نظم اس حقیقت کو پورے طور پر واشگاف کر رہی ہے۔ فرمایا:۔

اے قدیر و خالقِ ارض و سما ❊ اے رحیم و مہربان و رہنما
ایکہ میداری تو بر دلہا نظر ❊ ایکہ از تو نیست چیزے مستتر
گر تو مے بینی مرا پُر فسق و شر ❊ گر تو دیدا ستی کہ ہستم بد گہر
پارہ پارہ کُن منِ بدکار را ❊ شاد کُن ایں زمرۂ اغیار را
بر دلِ شاں ابرِ رحمت ہا ببار ❊ ہر مراد شاں بفضلِ خود برار
آتش افشاں بر در و دیوارِ من ❊ دشمنم باش و تبہ کن کارِ من
ور مرا از بندگانت یافتی ❊ قبلۂ من آستانت یافتی
در دلِ من آں محبّت دیدۂ ❊ کز جہاں آں راز را پوشیدۂ
بامن از روئے محبّت کار کُن ❊ اندکے افشائے آں اسرار کُن

(حقیقت الوحی صفحہ ۱)

چوتھی علامت چونکہ ان کی تربیت کا خود خدا متکفّل ہوتا ہے اور وہ اسی کے ہاتھ سے دھوئے جاتے ہیں۔ لہٰذا ان کی زندگی پاکیزہ ہونی چاہیئے۔ بے شک دشمن اور مخالف انپر بعد میں ہزارہا جھوٹے اعتراضات کرتا ہے۔ مگر عقل انسانی اس بات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہے۔ کہ کم از کم انکی دعویٰ سے پہلی زندگی لوگوں میں راستبازی اور پاکیزگی سے گذری ہو۔ اور لوگ ان کی امانت۔ دیانت۔ عفت اور تقویٰ شعاری کے مدّاح ہوں۔ کیونکہ خدا قدوس ہے۔ وہ پاکوں سے ہی تعلق پیدا کرتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہوا۔ کہ "ہادی"، کی ساری زندگی اور دعویٰ سے پہلی زندگی خصوصاً زاہدانہ اور پاکیزہ ہو۔ چنانچہ قرآن مجید آنحضرت صلعم کی پہلی زندگی کے متعلق لوگوں کو چیلنج دیتا ہے۔ فقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہ افلا تعقلون (یونس) اے رسول کہدے کہ اے لوگو تم میں چالیس برس تک زندگی بسر کر چکا ہوں تم میری حالت۔ عادات اور اطوار کے واقف ہو۔ کیا تم بتا سکتے ہو۔ کہ میری زندگی خدا پرستی، اخلاق اور راستبازی کی زندگی نہ تھی؟ اس تحدی اور چیلنج پر منکرین نے بھی تسلیم خم کرتے ہوئے کہا ما جربنا علیک الکذب کہ ہم نے کبھی آپؐ میں بُرائی نہیں دیکھی اور کبھی آپؐ کا جھوٹ مشاہدہ نہیں کیا۔

قرآن پاک دوسری جگہ فرماتا ہے ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللّٰہ وعمل صالحاً وقال انّنی من المسلمین (حم سجدۃ ع ۵) کہ داعی اور ہادی کے لئے ضروری ہے کہ اسکی زندگی پاکیزہ اور مطہر ہوتاکہ وہ لوگوں کو اپنا گرویدہ اور شیدا کر سکے۔

حضرت مرزا صاحبؑ کی زندگی بھی پاکیزہ اور مطہر زندگی تھی۔ آپؑ اپنے دشمنوں کی شہادت کے مطابق ایک زاہد اور بے ریاء انسان تھے۔ اور عشق الٰہی آپ میں پورے طور پر چھایا ہوا تھا۔

پانچویں نشانی ہادی کی زندگی چونکہ انسانوں کے لئے نمونہ اور اسوہ ہوتی ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ جس طرح اس کی زندگی پاکیزہ ہو ویسے ہی وہ انسانوں کے تمام طبقوں امراء و غرباء۔ حاکم و ماتحت۔ دوست و دشمن اور مجرد اور شادی شدہ کے متعلق ایک کامل اور اکمل نمونہ اپنی زندگی میں قائم کر جائے۔ کیونکہ انسان طبعاً نمونے کا محتاج ہے۔ جب تک اس کے سامنے کسی کام کو کر کے نہ بتایا جائے۔ وہ اس کی عملی کیفیت سے ناآشنا رہتا ہے۔ ڈاکٹری کا ایک طالب علم جب تک کوئی تجربہ نہیں سیکھتا اس کا علم ناقص ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی ہادی ہمیں صرف احکام اور قانون ہی بتا کر چلا جائے۔ تو درحقیقت وہ کامل ہادی نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ ضروری ہے۔ کہ ان احکام پر خود چل کر نیک نمونہ قائم کرے اور صرف تعلیم تک ہی کفائت نہ کرے بلکہ اپنا عمل انکے سامنے پیش کرے اس نمونے کی خاطر ہی اللہ تعالیٰ نے بار بار انبیاءؑ مبعوث فرمائے۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم "کامل ہادی" تھے اور سب ہادیوں سے بڑھ کر۔ لہٰذا قدرت نے آپ کی زندگی کو انسانی طبقات اور ضروریات کے مطابق تقسیم کر دیا۔ آپ نے یتیمی میں پرورش پائی۔ اور غربت آپ کی توام تھی۔ آپؐ نے غیروں کی ملازمت بھی کی۔ اور ماتحتی بھی۔ آپؐ کو خدا نے بادشاہ بھی بنایا اور حاکم بھی۔ آپ نے تجرد کی زندگی بھی بسر کی اور شادی بھی کی۔ آپؐ نے دشمنوں سے بھی سلوک کیا اور دوستوں کے بھی تعلقات نبھائے۔ آپؐ نے اپنے بڑوں سے بھی معاملہ کیا اور چھوٹوں سے بھی آپؐ کا واسطہ پڑا۔ الغرض انسانی زندگی کا کوئی مستقل پہلو ایسا نہیں جسکے لئے آپؐ کی زندگی ہماری رہنمائی نہ کرتی ہو۔ اور ہمیں اس بات کا سبق نہ دیتی ہو۔ کہ کس طرح انسان باوجود ان تمام مشکلات اور مہمات کے اپنے خدا کو یاد رکھتے ہوئے امور دنیویہ کو بھی سرانجام دیتا ہے۔

میرے بھائیو! انسان بغیر نمونہ کے قائل نہیں ہو سکتا بلکہ وہ ایک صریح حکم کے ہوتے ہوئے کہدیتا ہے۔ کہ مجھے وہ مشکلات در پیش ہیں۔ کہ اگر اس ہادی کو ہوتیں تو میں مانتا کہ وہ کیونکر عبادت الٰہی میں مشغول رہتا۔ مگر ہمارے پیارے نبیؐ کی زندگی نہ صرف ایسے لوگوں پر حجت ہے بلکہ وہ تمام

طالبانِ ہدایت کے لئے ہر پہلو سے خضرِ راہ ہے۔

اسی بات کی صراحت کرتے ہوئے خدائے پاک فرماتا ہے ولقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاٰخر (احزاب) کہ اس رسول پاک کی زندگی تمہارے لئے قابلِ تقلید نمونہ ہے۔ اور وہ جس طرح عقائدِ صحیحہ اور اعمالِ صالحہ میں یکتا ہے اسی طرح سے اخلاق فاضلہ میں بھی عدیم المثال۔ چنانچہ ارشاد باری ہوتا ہے انک لعلی خلق عظیم کہ اے نبی تو اخلاقِ حمیدہ اور اوصافِ محمودہ میں اس انتہا تک پہنچ گیا ہے جس پر زیادتی بشری طاقت سے بالا ہے۔

چھٹی نشانی | یہ ایک کھلی صداقت ہے کہ ؎ صحبتِ صالح ترا صالح کند۔ صحبتِ طالح ترا طالح کند۔

پس ضروری ہے کہ وہ پاک باز انسان اپنے انفاسِ قدسیہ اور اثراتِ روحانیہ سے انسانی قلوب پر ایسا تصرف کرے کہ جو انکی زندگیوں میں غیر معمولی انقلاب پیدا کر دے اور انکو روحانی اور باخدا انسان بنادے۔ اگر وہ ایسا انقلاب اور تصرف نہ کرسکے تو اسکی قوتِ روحانیہ کا نقص لازم آئیگا۔

میرے بھائیو! خطۂ عرب کے بسنے والوں کی جہالت، سفاہت اور بے علمی ایسی نہ تھی جو شہرۂ آفاق نہ ہو۔ وہ لوگ بدکاری اور زناکاری کو شیرِ مادر کی طرح استعمال کرتے تھے۔ اور شراب انکی گھٹی میں ڈالی جاتی تھی۔ اور وہ جنگ اور فساد کو ایک معمولی بات تصور کرتے تھے اور لڑکیوں کا زندہ درگور کرنا ضروری سمجھتے تھے۔ اخلاق سے وہ کوسوں دور تھے اور عقائدِ حقہ سے ناآشنا۔ انکی جہالت اور کمال بدعملی نے "کامل ہادی" اور "اکمل رہنما" کا تقاضا کیا۔ وہ نور حضرت آمنہ کے بطن سے ظاہر ہوا اور اس نے مشرق و مغرب کو نورانی بنادیا اور اہلِ عرب کو نہ صرف مہذب۔ عالم۔ بلکہ باخدا اس سے بھی بڑھکر خدا نما بنادیا۔ وہ علوم میں دنیا کے استاد اور پاکیزگی میں نمونہ بن گئے۔ وہ شراب کو بھول گئے اور عشقِ الٰہی کے نشہ میں سرشار ہوگئے۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے اس کا کیا عجیب نقشہ کھینچا ہے ؎

شیئان کان القوم عمیًا فیہما ❊ حسو العقار وکثرۃ النسوان

اما النساء فحرمت انکاحہا ❊ زوجًا لہ التحریم فی القرآن

وجعلت دسکرۃ المدام مخربا ❊ وازلت حانتہا من البلدان

کم شارب بالرشف دنًّا طافحًا ❊ فجعلتہٗ فی الدین کالنشوان

کم مستہام للرشوف تعشقًا ❊ فجذبتہٗ جذبًا الی الفرقان

ترکوا الغبوق وبدلوا من ذوقہ ❊ ذوق الدعاء بلیلۃ الاحزان

پس ہادی کامل کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ نہ صرف خود پاک ہو بلکہ وہ دوسروں کو پاک کر کے دکھادے

قرآن پاک اس باب میں فرماتا ہے هو الذی بعث فی الامیین رسولاً یتلوا علیهم اٰیاتہٖ ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین یعنی صحابہؓ آپ سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ مگر اس رسول اور ہادی کامل نے آکر ان کی غیر معمولی اصلاح فرمادی ہے۔

ان چھ علامات سے آپ ہادی کو معلوم کر سکتے ہیں۔ اور میں آپ سب احباب کو بشارت دیتا ہوں۔ کہ اس وقت بھی ایک ہادی آیا ہے یعنی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ التحیة والسلام مبارک ہیں وے جو اسکو قبول کریں اور دوسروں کو بھی اس نور سے منور کریں۔ والسلام

المقتبسات والملتقطات

لوگ کہتے ہیں کہ اسلام شمشیر کے زور سے پھیلا۔ مگر ہم اس رائے سے موافقت کا اظہار نہیں کر سکتے۔ کیونکہ زبردستی سے جو چیز چھینی جاتی ہے وہ جلدی ظالم سے واپس لے لی جاتی ہے اگر اسلام کی اشاعت ظلم کے ذریعہ سے ہوئی ہوتی تو آج اسلام کا نام و نشان نہ رہتا لیکن نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اسلام روز بروز ترقی پر ہے کیوں؟ اس لئے کہ پیغمبر اسلام کے اندر روحانیت تھی۔ انسانوں کے لئے الفت و مودت تھی۔ انسانوں کے اندر پاک جذبہ کام کر رہا تھا اور نیک خیالات رہنمائی کرتے تھے

(رست اپدیش)

میں اسلام کے سامنے گردن جھکاتا ہوں۔ بے شک مہذب دنیا بہت بڑی حد تک مذہب اسلام کی مرہون منت و احسان مند ہے۔ آنحضرت محمد صلعم ایک ایسے وقت میں مبعوث ہوئے۔ جبکہ عیسائیوں کا فرقہ کیتھولک زوال کی منزلیں طے کر رہا تھا۔ بے شک میں امید رکھتا ہوں کہ تمام عیسائی مذہب اسلام کو ایک عظیم الشان طاقت کی صورت میں دیکھیں گے جو دنیا کو بہت بڑا نفع پہنچا رہا ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ مذہب اسلام کے بغیر دنیا اتنی نیک اور اچھی حالت میں ہرگز نہیں ہو سکتی تھی جیسی اب ہے میں مذہب اسلام کی طاقت و جبروت کے اقرار کے طور پر اسکے آگے اپنی گردن جھکاتا ہوں۔

(از تقریر پادری گرہیم مارٹن آف لنڈن)

اسلام میں توحید۔ اسلامی توحید سے بہتر و برتر کچھ نہیں ہے۔ اس لئے کہ مسلمان ہر طرف سے ہٹ کر خدا کی طرف متوجہ ہیں چنانچہ قرآن سے، حدیث سے، صحابہ کرامؓ کے ارشادات سے ان کے قول سے

فعل سے بالکل ظاہر ہے کہ جس طرف مڑ دگے اس طرف خدا کا سامنا ہے وہ صرف خدا کو لائق عبادت جانتے ہیں اور بس۔ اور مخلوقات میں سے کسی کو اس امر میں شریک نہیں کرتے۔ (از تقریر سر جان ملکم)

اشاعت اسلام کیونکر ہوئی؟ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں اشاعت دین کے ساتھ دلچسپی رکھنے کے علاوہ۔ یہ وصف بھی پایا جاتا ہے کہ وہ دوسرے اہل مذاہب کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔ اشاعت اسلام کا شیفتہ ہونا عربی قوم کے لئے اطراف وجوانب عالم میں توسیع فتوحات کا باعث اور محرک ہوا۔ یہ ایک ایسا باعث ہے جو کسی طرح قابل اعتراض نہیں اہل اسلام کی مظفر و منصور فوجوں نے خواہ ملک شام کو فتح کیا ہو یا شمالی افریقہ پر تسخیر کا جھنڈا اگاڑا ہو۔ یا بحیرہ احمر کو عبور کرکے بحیرہ اسود میں پاؤں جمائے ہوں۔ الغرض وہ جہاں کہیں بھی پہنچے قرآن کی تعلیم انکے ساتھ ساتھ رہی۔ جس کی وجہ سے انہوں نے کسی جگہ جور وظلم کا ارتکاب نہیں کیا اور کسی قوم کو انہوں نے اس بنا پر تہ تیغ نہیں کیا۔ کہ وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کرتی تھی۔ (از تقریر اربن سکین)

راجستان وہا بھارت ورامائن لکھتے ہیں۔ کہ "جب ایشور نے پرلے کا ارادہ کیا۔ تو دیوت منوجی کو اول کشتی بنانے کا حکم کیا۔ انہوں نے بحکم ایشور کشتی بنائی۔ اور تمام ذی روحوں کے تخم بہم پہنچائے۔ اور اس طرح انہوں نے طوفان سے نجات پائی" ختم ہوا کلام منشی دوار کا پرشاد کا از ٹاڈ راجستان پرانوں سے یہ بھی ثابت ہے۔ کہ منوجی برہما جی سے پانچویں پشت سے ہیں۔ پس ہمارے پاس تین بڑے زبردست قرینے ہیں۔ کہ پران کا یہ واقعہ اور بائیبل اور قرآن کا طوفان نوح ایک ہی ہیں۔ (۱) منوجی اور نوح علیہ السلام کے نام کی ترکیب کہ منو اور نوح کا تلفظ ایک سا ہے۔ اگر منو کا میم اڑا دیا جائے۔ تو نوح کے بننے میں کچھ بھی کسر نہیں (۲) دونو کا زمانہ قریب قریب ہے۔ کیونکہ نوح علیہ السلام آدم علیہ السلام سے دسویں پشت میں ہیں اور منوجی برہما سے پانچویں پشت میں ہیں۔ یہ معمولی فرق ہے (۳) منوجی کا کشتی بنانا اور تمام ذی روحوں کا اس میں داخل کرنا۔ میں ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں۔ کہ ساری دنیا آدم علیہ السلام کی اولاد ہے۔ بائیبل اور قرآن اور جدید تاریخی تحقیقات بالکل صحیح ہے۔ ہماری قدیم ہندی تاریخ بہت تاریکی میں ہے۔ قدیم برہمنوں نے سورج بنسی اور چندر بنسی آگ بنسی اور ناگ بنسی قومیں قرار دی ہیں۔ اور ان قوموں کو طرح طرح سے سراہا ہے۔ حالانکہ یہ سب غلط ہے۔

سوڈا جو آپکے پنساری کی دوکان میں بکتا ہے۔ کیا کیا فائدے دیتا ہے۔ اگر نہیں معلوم ہے۔

تو ملاحظہ کیجیئے:۔ (۱) چکنے اور میلے برتن صاف کرنے کے لیے۔ (۲) چکنا ہوا سر صاف کرنے کے لئے۔ (۳) چکنے کپڑے دھونے کے لئے۔ (۴) منہ دھونے سے پہلے تھوڑا سا سوڈا پانی میں گھول کر چہرے پر مل لیجئے۔ پھر منہ دھوڈالئے۔ چہرے کی کیلیں۔ مہاسے۔ جھائیاں۔ چھیپ کو بہت فائدہ بخش ہے۔ (۵) جلے ہوئے مقام پر پانی میں گھول کر لگانے سے ٹھنڈک ہو جاتی ہے۔ چھالا نہیں پڑتا۔ (۶) مچھر کھٹمل اور زہریلے کیڑوں کے کاٹے پر پانی میں گھول کر لگا دینے سے آرام ہو جاتا ہے۔ (۷) گرمی دانے اور اندھوریوں میں نہانے سے پہلے پانی میں گھول کر جسم میں لگانے سے سبب اندھوری مرجاتی ہیں اور پھر نہیں نکلتی۔ (۸) دانت اور مسوڑوں کی کل بیماری کے لئے دانتوں پر ملنا فائدمند ہے۔ (۹) گلا دکھنے۔ آواز بیٹھ جانے میں اس کا غرارہ کرنا مفید ہے۔ (۱۰) بدہضمی اور قبض کی حالت میں ایک گلاس سوڈا پانی بنا کر پینا مفید ہے۔

واللہ باللہ ثم تاللہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب تھے۔ اور خدائے بزرگ و برتر کی طرح آپ کی علام الغیوبی علی الاطلاق تھی۔ باقتضائے بشریت نہ تھی۔ بلکہ میرا تو یہ ایمان ہے کہ مدینہ منورہ کی گلیوں کے کتے بھی غیب دان ہوتے ہیں۔ اور جنہیں ان کی غیب دانی میں شک ہو وہ یقیناً کافر اور قطعی جہنمی ہے۔ (ایک غالی حنفی)

سگرٹ کے گرد جو کاغذ لگاتے ہیں۔ اس کے جلنے سے جو زہر بنتا ہے۔ اُسے اکرولین بولتے ہیں سگرٹ کے مرکب میں قلمی شورہ بڑا جاتا ہے۔ تاکہ آگ لگنے پر تمباکو جل اُٹھے۔ اس سے تنفس میں فرق آنیکا اندیشہ ہے۔ نامکمل سوزش کاغذ اور تمباکو سے جس میں گلسرین ہوتی ہے۔ ایک مہلک زہر نکلتا ہے۔ جسے "کاربن مون آکسائڈ" پکارتے ہیں۔ سگرٹ کا دھواں شش کے راستہ سے خون میں جاتا ہے۔ اور تمام جسم میں زہر پھیلتا ہے۔ بچے اگر سگرٹ کثرت سے پیتے رہتے ہیں۔ تو قوت نامیہ زائل ہو کر اعضائے رئیسہ تمام ضعیف ہو جاتے ہیں۔ دماغ جل جاتا ہے۔ جنون لاحق ہوتا ہے۔ پاگل خانے کی آبادی میں تمباکو کا دھواں بہت بڑا معاون ہے۔ زندگی کی دیوار کے لئے تمباکو کا دھواں دیمک ہے۔ بچوں اور صنف نازک کے رخت حیات کے لئے سگرٹ بلائے بے درمان ہے۔

جرمنی کے دو ماہر فن ڈاکٹروں نے کامل تحقیق و تدقیق کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ جن لوگوں کو عقلی و

دماغی کام زیادہ کرنا پڑتا ہے۔ ان کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ گوشت بہت زیادہ کھائیں۔ اس کے لئے جو دلیل انہوں نے پیش کی ہے وہ یہ ہے۔ کہ عقلی اور دماغی کام کرنے سے فاسفوریک ایسڈ خون کے اندر زیادہ مقدار میں پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے۔ کہ کوئی ایسی چیز استعمال کی جائے۔ جو اسکو دُور کر سکے۔ اور وہ گوشت ہے۔ دماغی کام کرنے والوں کے دماغ سے فاسفورس جُدا ہو کر ایسڈ میں تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ اس ایسڈ کو صرف گوشت ہی فنا کر سکتا ہے۔

ڈاکٹر کسٹنر کہتا ہے۔ کہ جسم کے اندر حرارت غریزی کے ساتھ ساتھ مواد زلال کی بھی ضرورت ہے جو روزانہ ایک سو گرام ہونی چاہئے۔ جو لوگ دماغی کام زیادہ کرتے ہیں۔ وہ عام طور پر کھانا کم کھاتے ہیں۔ اس لئے اگر وہ گوشت نہ کھائیں۔ تو مادہ زلالیہ حاصل نہیں کر سکتے۔

"ہم بلا تامل اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اس دینی مذہب اسلام نے ہمیشہ کیواسطے اکثر توہمات باطلہ کو جن کی تاریکی مدّتوں سے عرب کے جزیرہ نما پر چھا رہی تھی کالعدم کر دیا۔ اسلام کی صدائے جنگ کی رو برو بُت پرستی موقوف ہو گئی اور خدا کی وحدانیت اور غیر محدود کمالات اور ہر ایک جگہ احاطہ کی ہوئی قدرت کا مسئلہ حضرت محمد (صلعم) کے معتقدوں کے دلوں اور جانوں میں ایسا ہی اصیل ہو گیا ہے جیسا کہ خاص محمد (صلعم) کے دل میں تھا۔ مذہب اسلام میں سب سے پہلی بات جو خاص اسلام کے معنی ہیں یہ ہے کہ خدا کی مرضی پر توکل مطلق کرنا چاہیئے۔ بلحاظ معاشرت کے بھی اسلام میں کچھ کم خوبیاں نہیں۔ چنانچہ مذہب اسلام میں یہ ہدایت ہے۔ کہ سب مسلمان آپسمیں ایک دوسرے کے ساتھ برادرانہ محبّت رکھیں یتیموں کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہیئے۔ غلاموں کے ساتھ نہایت شفقت برتنی چاہیئے۔ نشہ کی چیزوں کی ممانعت ہے۔ مذہب اسلام اس بات پر فخر کر سکتا ہے کہ اس میں پرہیزگاری کا ایک ایسا درجہ موجود ہے جو کسی اور مذہب میں نہیں پایا جاتا"

منازل حیات سرور کائنات

نام واقعہ	تاریخ قمری مع روز	عمر شریف کے دنوں کی تعداد	تاریخ شمسی
ولادت مبارک	ربیع الاول دوشنبہ	.....	دوشنبہ ۲۰ اپریل ۵۷۱ء
آغاز نبوت	۱۲ ربیع الاول دوشنبہ	۱۴۱۷۶	دوشنبہ ۱۲ فروری ۶۱۰ء
روز ہجرت	۱۲ ربیع الاول دوشنبہ	۱۸۷۸۲	دوشنبہ ۱۴ اکتوبر ۶۲۲ء
واقعہ بدر	۱۷ رمضان ۲ھ شنبہ	۱۹۳۱۹	شنبہ ۱۴ مارچ ۶۲۴ء
حجۃ الوداع	۹ ذوالحجہ ۱۰ھ جمعہ	۲۲۲۳۷	جمعہ ۷ مارچ ۶۳۲ء
وفات	۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ دوشنبہ	۲۲۳۱۷	دوشنبہ ۸ جون ۶۳۲ء

احمدیت مغربی لٹریچر میں

سر ایم - ایف - اوڈوائر - جی سی آئی - ای، کے سی - آئی - ای، سابق گورنر صوبہ پنجاب نے اپنے مضمون "پنجاب کی نسلیں اور مذاہب" کے دوران میں رائل سوسائٹی آف آرٹ کے روبرو یہ بیان کیا۔

"پنجاب میں اسی سالہ برطانوی حکومت نے ہندوازم کے اندر برہمن اقتدار کے بالمقابل جو سب سے آخری چیلنج صورت پیدا کی ہے وہ آریہ سماج ہے۔ یہ تحریک بُت پرستی کی تردید اور دوبارہ ویدوں کی طرف متوجہ ہونیکی حامی ہے۔ اس طرح اسلام کے اندر احمدیہ تحریک پیدا ہوتی ہے جو اسلامی خیالات کے مدِمقابل آکر یہ چاہتی ہے۔ کہ اسلام دوسرے بڑے بڑے مذاہب کے ہم پلہ ہو جائے۔ تحریک احمدیہ خاص طور پر جہاد یعنی بزور تلوار اشاعت اسلام کی مخالف ہے۔"

"مذہبی اور معاشرتی معاملات میں پٹھان قدیمی اسرائیلیوں کی مانند متعصب ہیں۔ اور بعض رسوم ابھی تک اسرائیلیوں کی سی رکھتے ہیں۔ اور اسرائیلی نسل کی طرف ہی وہ اپنے تئیں منسوب کرتے ہیں ان رسوم میں سے زیادہ نمایاں یہ ہیں۔ کہ زمینوں کو اوقات مقررہ کے بعد دوبارہ تقسیم کرنا۔ جانداروں کی قربانی کرنا۔ اور پھر انکے خون سے دروازوں کو رنگ دینا تاکہ نحوست اور بدی سے محفوظ رہیں۔ اور مرتدین کو سنگسار کر دینا۔ یہ باتیں ان علاقوں سے تو قریباً قریباً اب دُور ہو گئی ہیں۔ جو برطانوی تہذیب سے اثر پذیر ہیں۔ مگر باہر ابھی تک اس پر عمل ہوتا ہے۔ چنانچہ ابھی پچھلے سال ہی کا واقعہ ہے۔ کہ خاموش اور امن پسند فرقہ احمدیہ کے تین آدمی کابل میں صرف اس خیال سے کہ یہ مرتد ہیں۔ ہز میجسٹی امیر کی خود قائم کردہ مذہبی عدالت نے سنگسار کروا دیئے۔ حالانکہ یہ فرقہ (احمدیہ) پنجاب میں نہایت وفادار اور قانون کا پابند نظر آتا ہے"

اسلام اور اس کے فرقے

"لیکن اسلام کے مشہور عموماً دو ہی فرقے ہیں۔ ایک سُنّی جو کہ کُل مسلمان آبادی کا پچانوے فیصدی ہیں اور دوسرا شیعہ۔ جو صرف دو فیصدی ہیں۔ اور بروئے مردم شماری روز بروز انکی تعداد زوال پذیر ہے۔ مَیں نے اس امر کی طرف خصوصیت کے ساتھ اشارہ کیا ہے۔ کیونکہ بہت عرصہ گذرا کہ اُسوقت کے وزیر ہند کو مَیں نے بہت مشکل سے یہ منوایا تھا کہ پنجاب کی مسلمان آبادی کا کثیر حصہ شیعہ نہیں ہیں۔ جیسا کہ سکرٹری مذکور کے خیال میں تھا۔ سُنّی اور شیعہ کا رجحان طبع اس طرف ہے اور ہر دو فرقے اسلامی دنیا میں نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ اور دونو کم از کم پنجاب کے اندر تو ضرور رہے کہ شیعہ و سُنّی ہر دو کے نزدیک مسلمانوں

کے باقی فرقے "باطل مذاہب" نہیں ہیں۔ بلکہ ملحدین اور گمراہ ہیں۔ یہی باعث ہے۔ کہ انکو سلسلہ احمدیہ کے خلاف بغض وعداوت ہے۔ سلسلہ احمدیہ کی بنیاد مرزا غلام احمد قادیانی (وسط پنجاب) نے آج سے چالیس برس قبل ڈالی۔ مرزا صاحب اور انکے متبعین یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ آپ وہی مہدی اور مسیح ہیں۔ جسکے اسلام اور عیسائیت منتظر تھے۔ اور یہ کہ آپ ہندوؤں کے اوتار ہیں اور کہ آپ خدا سے وحی اور الہام پاتے ہیں۔ اور کہ انسان کے فطرتی مذہبی جذبات کو اپیل کرکے آپ کا مشن جنگ اور جدال کا خاتمہ کرنے کو آیا ہے۔ اور یہ کہ امن اور محبت کی اس تعلیم کی پیروی کرتے ہوئے اسلام کے پرانے جہاد کے مسئلہ (یعنی اشاعتِ مذہب اور حفاظتِ ایمان میں تلوار کا استعمال) کی تردید کی جائے۔ بانیٔ سلسلہ کی وفات پر آپکا کام خلیفوں کے کندھوں پر رکھا گیا۔ اور موجودہ خلیفہ نے جو کہ ایک روشن دماغ جنٹلمین ہے۔ مذاہب کی کانفرنس ۱۹۲۴ء کے موقعہ پر اپنے سلسلہ کے اصول وعقائد بیان کیئے تھے۔ اس سلسلہ نے پنجاب کے تعلیم یافتہ مسلمانوں کے اندر کافی ترقی حاصل کرلی ہے۔ اور گو ۱۹۲۱ء کی مردم شماری میں وہاں انکی تعداد صرف ۲۳۰۰۰ تھی۔ لیکن اب انکا دعویٰ ہے۔ کہ ہماری تعداد ہندوستان اور ارد گرد کے ممالک میں ڈھائی لاکھ تک پہنچ چکی ہے۔ اس سلسلہ کے ماتحت تبلیغی مساعی کا مضبوط انتظام ہے۔ اور ومبلڈن کے قریب سوتھ فیلڈ میں انکی ایک مسجد ہے۔ پنجاب میں اس قوم کے متعلق میرا ذاتی تجربہ یہ ہے۔ کہ اسلامی دنیا میں ایک دفعہ خطرناک بےچینی کے وقت یہ لوگ اپنی وفاداری میں مضبوط رہے۔ اور برطانوی حکومت کو امداد دینے میں سیاسیات سے بالکل کنارہ کش ہو کر نمایاں طور پر پرجوش حصہ لیتے رہے۔"

(۲) مسٹر ڈونلڈ سٹوارٹ اپنی کتاب "ہائڈ پارک اسکے لیکچرار اور سامعین" میں ہمارے لیکچرار وں کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:-

"یہ خوش منظر عا (مولوی عبدالرحیم صاحب نیر) آدمی جو ایک اجنبی زبان میں کچھ پرسحر کلمات پڑھ رہا ہے۔ اور ایک گروہ سامعین کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔ کون ہے؟ یہ ایک ہندوستانی آدمی معلوم ہوتا ہے۔ چلو چلیں۔ اور سنیں کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ اس کی وہ گنگناہٹ اب ختم ہو چکی ہے۔ اور اب وہ بولنے لگا ہے۔ بہت اچھی انگریزی میں۔ اور اس طرح کہ جیسے بہت اہم اور سنجیدگی طلب امر ہے!

"بغیر ابتداء میں وقت ضائع کرنے کے۔ وہ ہمیں بتاتا ہے۔ کہ اسلامی مذہب کے بڑے بڑے اصول و قواعد کیا ہیں۔ وہ بتاتا ہے۔ کہ تین بڑے بڑے مذہب ہیں۔ جو ایک دوسرے کے ساتھ گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ اور وہ یہودیوں۔ عیسائیوں۔ اور مسلمانوں کے مذہب ہیں۔ لیکن یہ تینوں یسوع

مسیح کے متعلق اپنے خیالات میں اختلاف رکھتے ہیں۔ یہودیوں کا دعویٰ ہے۔ کہ وہ (یسوع) دھوکہ باز تھا۔ عیسائی کہتے ہیں۔ کہ وہ خدا بیٹا تھا۔ اور محمدؐ نے کہا۔ کہ وہ محض خدا کا نبی تھا محمدؐ نے جو آپ یسوع مسیح کے مدّاح تھے۔ یہ بتایا کہ یسوع صلیب پر مرا نہیں تھا۔ بلکہ صرف حالتِ غشی اسپر طاری ہوئی تھی۔ اسکی ٹانگیں توڑی نہیں گئی تھیں۔ گو وہ قبر کے اندر یوسف آرمیتھیا کے ہاتھوں رکھا گیا۔ لیکن 'ایسی نیز' کے یہودی راہبوں کی برادری نے اسکو وہاں سے نکالا۔ اور اچھا ہونے کے بعد وہ مشرق کی طرف چلدیا۔ اور آخر کار وادی کشمیر میں مدفون ہوا۔ کشمیر کے لوگ شکل و شباہت اور عادات و اطوار میں بہت حد تک اسرائیلیوں سے مشابہت رکھتے ہیں۔ شہروں کے نام تک بھی ویسے ہی ہیں۔

"مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ تمام مذاہب کے اندر باوجود اسکے کہ ان میں بعض غلطیاں بھی ضرور ہیں کسی نہ کسی حد تک خوبی موجود ہے۔ مسلمان تثلیث کو نہیں مانتے۔ بلکہ واحد خدا یعنی اللہ کو۔ جس طرح کہ مسیحؑ موسیٰؑ کے بعد نبی ہو کر آئے۔ اسی طرح محمدؐ عیسیٰؑ کے بعد مبعوث ہوئے۔ خدا نے مختلف زمانوں اور ملکوں میں انبیاء بھیجے۔ محمدؐ کی یہ تعلیم تھی (۱) خدا صرف ایک ہی ہے۔ (۲) نماز پڑھنا۔ (۳) روزے رکھنا (۴) ذاتی قربانی۔ (۵) مکہ کا حج اور نیکی کا کرنا۔ انکے مذہب میں باریک پیچیدہ اور پوشیدہ مسائل تصاویر کراس اور صلیبیں نہیں پائی جاتیں۔

"بظاہر ہوتا ہے۔ کہ مسلمان اپنے اندر ایک دوسرے کے ساتھ بالکل متفق نہیں ہیں۔ کیونکہ لیکچرار نے بیان کیا کہ میں اندھا مقلد مسلمان نہیں ہوں۔ کیونکہ ایسے مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ مسیحؑ کو ابھی آنا ہے۔ اور میرے نزدیک احمدؑ بانئے سلسلہ احمدیہ جنہوں نے ۱۹۰۸ء میں وفات پائی موعود مہدی اور مسیح ہیں

"ہمارا مشرقی دوست اپنے حالات سنا چکنے کے بعد اب سوالات کے جواب دینے کے لئے تیار ہوا ہی تا ان تمام الزامات کو وہ دھو دے جو اسکے اعتقادات پر پڑینگے۔

"اس سوال پر کہ کیا یہ حقیقت نہیں ہے۔ کہ مسلمان ایک یہودی کو اپنا دوست نہیں گردانتے۔ اس نے رسول کریمؐ کی زندگی کے ایسے واقعات بیان کیئے۔ جن سے ظاہر ہوتا ہی کہ آپ یہودیوں کے غیر معمولی طور پر خیر خواہ اور دوست تھے۔ مذہب کی خاطر تکلیف دہی کے متعلق اس نے بتایا ہے کہ ہم نے ہسپانیہ میں سات سو سال تک حکومت کی جہاں ہماری رصد گاہیں اور یونیورسٹیاں قائم تھیں۔ اور یہودی اپنی عبادتوں میں ہر طرح سے آزاد تھے۔ جب عیسائیوں نے مور قوم کو ہسپانیہ سے باہر نکال دیا۔ تو یہودیوں کو مذہب کی وجہ سے ایذا رسانیاں ملنی شروع ہوئیں۔ جب روما کے پادری ان رصد گاہوں میں داخل ہوئے

اور انہوں نے وہاں آلہ جات دیکھے۔ تو انکو "شیطان ہے" "شیطان ہے" کہکے تباہ کر دیا۔ وہ لوگ جنہوں نے سر والٹر سکاٹ کا ناول "آیونہو" پڑھا ہے۔ یاد کریں۔ کہ جب یہودی انگلستان سے باہر نکال دیئے گئے۔ تو "ربیکا" نے کہا کہ میں اپنی حفاظت کیلئے ہسپانیہ کو جاؤنگی۔ جو کہ اسوقت "مور" قوم کے زیر حکومت تھا۔ اور تمام یورپ میں صرف ایک ہی ملک تھا جس نے یہودیوں کو پناہ دی۔

"لیکن ترکوں کے آرمینیوں کو قتل کرنیکے متعلق کیا کہوگے؟" اس سوال کے جواب میں اس نے کہا۔ "مسلمانوں کا یہ فرض ہے۔ کہ ان تمام لوگوں کی وہ حفاظت کریں۔ جو انکی ملکی حدود کے اندر زندگی بسر کریں۔ اور تمام مذہبی عمارات کی بھی۔ خواہ وہ گرجے ہوں یا مندر ہوں۔ جب سلطان ٹرکی سلیم اوّل نے سولھویں صدی میں مصر۔ شام اور حجاز کو بمع مکّہ اور مدینہ فتح کیا۔ تو اس نے حکم دیا کہ عیسائی عبادتخانے منہدم کر دیئے جائیں۔ مگر شیخ الاسلام (مسلمانوں کا امام) نے کہا۔ "جاؤ۔ اور اس حکم کو منسوخ کر دو"

اگر ترکوں نے غیر مذاہب کے لئے تکلیف دہی کا استعمال کیا۔ تو انہوں نے ایسا فعل انفرادی طور پر کیا۔ اور ترک اگر وہ ناروا عمل کریں تو قابل ملامت ہے لیکن یونانیوں اور عیسائیوں کی تو علی العموم یہی حالت ہے۔ مختلف قومیتوں کے عیسائی افراد نے لیکچرار کو کہا تھا "میں چاہتا ہوں کہ تمھیں قتل کر دوں"۔ پس تعصب ہر جگہ پایا جاتا تھا "ہم سب کے ساتھ دوستی و محبت سے رہینگے گو ہم ایک بات پر متفق نہ بھی ہو سکیں اور ایک مذہب کے پیرو نہ ہی ہوں اگر میں اکسفورڈ سرکس کو جانا چاہوں۔ تو میرے سامنے کئی راستے ہونگے۔ لیکن میں سب سے بہتر راستہ اختیار کرونگا۔ اسلام کو ردّ کر کے عیسائی اپنے آپ پر اسی طرح لعنتیں لے رہے ہیں۔ جس طرح کہ یہودیوں نے مسیحؑ کو ردّ کر کے لیں۔

"مسلمان یہ نہیں کہتے کہ عورت میں روح نہیں۔ وہ یہ نہیں مانتے کہ دنیا میں گناہ کی حامل صرف وہ اکیلی ہی ہے۔ بلکہ مرد اور عورت دونو ہیں۔ ایک سوال کرنیوالے نے جب یہ حوالہ دیا کہ مسیح نے کہا۔ "میں ہی وہ "راستہ" ہوں۔ سچائی ہوں اور زندگی ہوں۔ کوئی شخص باپ کی طرف نہیں جاتا" مگر مجھ میں سے ہو کر"، تو لیکچرار نے جواب دیا کہ عیسائیوں کے ساتھ یہ بڑی دقّت ہے کہ وہ بائیبل کی زبان کے مفہوم چھوڑ کر الفاظ پکڑ لیتے ہیں۔ جب ہم کہتے ہیں۔ کہ مسیح خدا کا برّہ تو کیا ہمارا یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ اس کی چار ٹانگیں ہیں۔ یا یہ کہ پشم کا کوٹ اس کا جسم ڈھانپے ہوئے ہے۔

"لیکن اب ہمارا ہندوستانی دوست زمین پر اتر آیا ہے۔ اور گو سامعین کے اندر ایک طویل بحث اس امر پر چھڑ گئی ہے کہ مسیح کے الفاظ "راستہ"، اور "مگر مجھ میں سے ہو کر" کا کیا مطلب تھا۔ اور اسکے بعد پھر یہ سوال اُٹھتا ہے۔ کہ کیا وہ خود خدا تھا یا خدا کا بیٹا۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ صلیب پر اس نے پکارا "اے میرے خدا اے میرے خدا تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا" ہمارے اس "نبی کے پیرو" نے اس بحث میں بہت تھوڑا حصّہ لیا۔ وہ آج پندرہ گھنٹہ سے روزہ کے ساتھ ہے۔ اور قدرے تکان محسوس کرتا ہے۔

فہرست کتب

مندرجہ ذیل کتابیں احباب اگر خرید کریں۔ تو نہ صرف انکے اپنے معلومات میں اضافہ ہوگا۔ بلکہ دوسروں میں تقسیم کرکے تبلیغ کے فرض سے ایک حد تک سبکدوش ہو سکینگے خدا کے فضل سے یہ نہایت نادر مجموعہ ہے۔ خاص توجہ فرماویں۔

مختلف ٹریکٹ

رسالہ لا مہدی الا عیسےٰ جس میں تمام احادیث متعلقہ مہدی پر جرح ہے ۔۔ ۴/

چند کارآمد حوالے حصہ ۱	۱/
حصہ ۲	۱/
شیعہ سوراج	۱/
آریہ سماجی و گاندھی جی	۱/
احمدی غیر احمدی میں فرق	۱/
مسیح موعود و امت محمدیہ	۱/
اسلام کی اندرونی تصویر	۱/
کفارہ	۱/
بطلان مسئلہ قدامت روح و مادہ	۱/
ذبیحہ گائے اور ہندوؤں کے وید شاستر	۱/

چھ ماہ کے پیر بخشی رسالوں کا جواب	۱/
بانئ آریہ سماج کے اقوال میں تناقض	۱/
تبرّا کا عدم جواز کتب شیعہ سے	۱/
احمدی عقاید	۱/

نایاب کتابیں

شیعہ کے بیس سوالوں کے جواب	۴/
پیغام حق	۳/
تحقیق امام آخر الزمان	
کتب شیعہ سے احمدیت کی تصدیق	۱۲/
مباحثہ بمبئی	۱۰/
فائل تشحیذ الاذہان ۱۹۱۴ء سے ۱۹۲۰ء تک	عہ بیس روپے

تشحیذ بک ایجنسی کی بہترین کتب

۱۔ براہین العقائد۔ فضلاء سلسلہ احمدیہ نے سات ارکان اسلام پر قرآن مجید سے عقلی دلائل دیئے ہیں۔ ۸/

۲۔ معارف القرآن۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے درس القرآن فی رمضان کے گیارہ پاروں کے نوٹ۔ ۸/

۳۔ مقصد مذہب۔ معرکۃ الآراء مضمون جو مذہبی کانفرنس ہوشیارپور میں کل مذاہب کے نمائندوں کے سامنے پڑھا گیا ۳/

۴۔ سلسلہ احمدیہ و تصوّف۔ مذہبی کانفرنس ویمبلے لنڈن میں جو دو مضمون پڑھے گئے انکا ترجمہ۔ ۵/

۵۔ اہل بہاء کی شریعت جدیدہ۔ نہایت معرکۃ الآراء مضمون ہے جو نایاب بہائی کتب کا خلاصہ ہے اسکے ساتھ تصوّف کا مضمون بھی جو ہماری طرف سے ویمبلے کانفرنس لنڈن میں پڑھا گیا۔ ۶/

۶۔ کمالات احمدیہ۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے ماخذ اعتراضات شہادات مرزا کا دندان شکن جواب ۶/

۷۔ مباحثہ سرگودھا۔ تحریری مباحثہ جو جناب سید محمد اسحٰق صاحب و مولوی ثناء اللہ صاحب کے مابین صداقت نبوت مسیح موعود پر ہوا۔ ۶/

۸۔ التشریح الصحیح فی نزول المسیح۔ مسئلہ نزول مسیح کے متعلق تمام دلائل جمع کر دیئے ہیں۔ ۶/

۹۔ الاستخلاف۔ شیعہ سنی اختلافات میں محض آیات قرآنی سے فیصلہ۔ ۴/

۱۰۔ مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی۔ پیشگوئیوں کے متعلق اصول فیصلہ پھر تمام اعتراضات کا جواب ۸/

نوٹ:۔ دسوں کتابوں کے اکٹھے خریدار کو سوا تین روپے (۳ ۴/) میں یہ کتابیں دیجائینگی۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

دنیا کے مذاہب پر منظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

(یعنی)

ریویو آف ریلیجنز اردو رسالہ

ایڈیٹر:- قاضی محمد ظہور الدین اکمل

نمبر (۶) | جون سنہ ۱۹۲۶ء مطابق ذی قعدہ سنہ ۱۳۴۴ھ | جلد (۲۵)

فہرست مضامین

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں منشی عبد الرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھپا کر قادیان سے شائع کیا

ماہ جولائی کا رسالہ وی پی ہوگا

ان تمام بقایاداران ریویو کے نام جنہوں نے ۱۹۲۶ء کی قیمت رسالہ تاحال نہیں دی بلکہ فروری میں وی پی واپس بصیغہ انکاری کر دیے تھے دوبارہ ماہ جولائی کا رسالہ وی پی ہوگا امید ہے اب تو وصول فرمائینگے جب کہ چھ ماہ کا رسالہ ان کے نام جا چکا ہے۔

جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کی اپیل کا اثر

ایک اپیل ۱۵۰۰ افراد کے نام بہ نام علی الخصوص اور تمام جماعت احمدیہ کی خدمت میں بالعموم کی گئی تھی۔ کہ وہ اُردو ریویو کے خریدار کم از کم اتنے دے دیں جو رسالہ اپنا خرچ آپ نکال سکے۔ اسکے جواب میں تادم تحریر صرف پچاس خریدار بڑھے ہیں۔ میں شکرگذار ہوں خان بہادر محمد علی صاحب کا کہ انھوں نے سات خریدار دیئے جن میں سے پانچ کی قیمت وصول ہو گئی۔ اور سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ لائل پور نے ۵ خریدار دیئے جناب سیٹھ عبداللہ دین صاحب سکندرآباد دکن نے ۲ خریدار۔ جناب نور محمد صاحب کٹک نے دو خریدار۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء +

ریویوز

سکھ اور مسلمان:۔ شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور نے جو لیکچر ۲۶ دسمبر ۱۹۲۶ء جلسہ سالانہ احمدیہ پر دیا تھا وہ کتابی صورت میں چھپوایا ہے لیکچر باوا نانک علیہ الرحمۃ کے اسلام کے دلائل پر ہر پہلو سے حاوی اور تبلیغ کے لئے از بس مفید ہے قیمت فی کاپی ۶ ر

ملنے کا پتہ:۔ دفتر نور قادیان

کشمیری۔ کانفرنس نمبر لائق دید ہے۔ ماشاءاللہ محبی جناب فوق کا قلم ابتداء سے اہل رقم ہے۔ کشمیری قوم کے نونہالوں کا ذکر از بس سبق آموز دلچسپ اور دوسروں کے لئے حوصلہ افزا ہے۔ قیمت فی نمبر ۲ ملنے کا پتہ:۔ کشمیری لاہور

یہ اخبار بھی بہت مفید کام کر رہا ہے اور قابلیت سے ایڈٹ کیا جاتا ہے +

مرہم عیسیٰ نہایت مجرب طاعون کی زخمی گلٹیوں اور ناسوروں کے لئے مفید ڈبیہ متوسط ۸ ڈبیہ خورد ۱۲ ر ملنے کا پتہ:۔ تشحیذ قادیان +

مسلمانوں کے احسانات
سائنس و ادبیات

(پیر)

"یورپ میں حقیقی نشاۃ ثانیہ عربوں اور موروں کی علوم نوازی کے زیر اثر وقوع پذیر ہوئی نہ کہ پندھرویں صدی کے ماتحت یورپ ایک طفلِ نوزاد تھا اور اس کا گہوارہ ہسپانیہ تھا نہ کہ اطالیہ۔ بربریت میں متواتر ڈوبتے ڈوبتے یورپ جہالت و ادبار کی تاریک ترین گہرائیوں تک جا پہنچا تھا۔ بحالیکہ مشرقی دنیا کے بلاد قاہرہ اور بغداد قرطبہ اور طالود تہذیب اور علمی سرگرمی کے مرجع و منبع تھے۔ وہ نئی روح جس نے آئندہ ارتقائے انسانی کے ایک نئے قالب میں جلوہ گر ہونا تھا یہیں سے پھونکی گئی۔ جس دن سے کہ مسلمانوں کا ذوقِ علمی عالم شہود میں آیا ایک نئی زندگی کے آثار نمودار ہونے لگے۔" (از کتاب تخلیق انسانیت)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحصیل علم کو مسلمانوں کا مقدس فرض قرار دیا تھا اور آپ نے فرمایا تھا کہ "جو طلبِ علم میں اپنا گھر بار چھوڑتا ہے وہ خدا کی راہ میں چلتا ہے" آقا کا یہ فرمانا تھا کہ خدام کے قلوب تمنائے علم سے گرما گئے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ باوصف ان لازل کے جو آغازِ خلافت میں عرب قوم پر وارد ہوئے اسلام کے دار الحکومت میں ابتداءً بھی علوم و فنون کی طرف سے کوئی بے اعتنائی نہیں برتی گئی۔

حضرت علیؓ اور آپ کے بنی عم حضرت ابن عباسؓ نے علم شعر، صرف نحو، تاریخ و ریاضی پر مجمع عام میں تقلید پر فرمائیں اور دیگر اصحاب فن قرأت و ترتیل کے اُستاد بنے۔

فلسفہ و طب کی درسگاہیں جو نسطوریوں نے اڈیسہ اور نصیبین میں قائم کی تھیں۔

سنین ہجری کی ابتدائی دہائیوں میں ہی ٹوٹ چکیں تھیں۔ پس وہاں کے حکماء متعلمین نے مدینہ کی راہ لی۔ مدینۃ الرسول میں ہر قسم کے دل و دماغ مجتمع تھے جنہوں نے مسلمانوں میں تحصیل سائنس و ادبیات کی ایک لہر پیدا کر دی۔ اور طلب علم کی ایک غیر معمولی رَو مدینہ سے جانب دمشق بہ نکلی جہاں صرف نحو اور علم اللسان کا شغف در پیش رہتا۔ فلسفہ یونان و دیگر علوم کی تدریس ہوتی۔ تالیفات ارسطو جالینوس و بطلیموس کے تراجم کیئے جاتے اور مشہور مصنف خالد بن یزید نے الکیمیا پر کتابیں لکھیں۔

تاہم دوسری صدی میں جا کر علمی اور ادبی سرگرمیاں پورے طور پر مسلمانوں میں شروع ہوئیں اور اسکی خاص وجہ محرک عربوں کا شہروں میں سکونت پذیر ہونا تھا۔

فرات کی سر سبز و زرخیز وادی جو مغربی ایشیا کے دو بڑے دریاؤں سے سیراب ہوتی ہے۔ قدیم الایام سے قیامگاہِ سلطنت اور مرکزِ علم چلی آتی ہے۔ اسی علاقے میں بابلی اور سلجوقی خاندان یکے بعد دیگرے اُٹھے۔ یہیں بر لب دجلہ بغداد کی بنا ڈالی گئی جو صدیوں اسلام کا دار الحکومت رہا ہے۔ میور صاحب کا قول ہے کہ " اس شہر میں ہر حصۂ دنیا کے عالم و عاقل آ کر جمع ہوتے تھے۔ اسی شہر میں علم بلاغت، شعر، قانون اور نیز طب، سائنس، موسیقی اور دیگر فنون کی سلاطین عباسیہ شاہانہ اور مربیانہ قدر دانی فرماتے تھے۔ اسی بستی میں قرآن شریف کے پہلو بہ پہلو فلسفہ قدیم، سائنس، ریاضی اور تصانیف جالینوس ڈائکو رائیڈس ارسطا طالین و بطلیموس کا سیر و مطالعہ ہوتا تھا ایسے وقت میں جب عیسوی یورپ جہالت و بربریت کی تاریکی میں سرگردان تھا اور غالی عیسویت سائنس و فلسفہ کا قلع قمع کر رہی تھی۔

ہندوستان اور چین مُدّت مدید سے خواب غفلت میں پڑے سو رہے تھے۔ اور شرقیین کے ایک طرف جان بلب یونان و روما کے بے بہا خزائن تھے اور دوسری طرف ایران کے زرو جواہر۔ پس انہی کے لئے مقدر و مقرر تھا کہ وہ اپنی ہمہ گیر ذہانت اور مرکزی حالت کے باعث نوع انسانی کے اُستاد بنیں مشرق میں بغداد اور مغرب میں قرطبہ دو بڑے مرکز تھے جہاں سے انہوں نے دنیا کے دُور ترین کناروں کو نور علم سے منوّر کر دیا۔

علماء و فضلاء جو عباسیوں کے زمانے میں رونق افروز ہوئے انکا ذکر کئی مجلدات چاہتا ہے۔ مسہل اور احمد بن محمد نہاوندی عرب کے نہایت قدیم منجموں میں سے ہیں انہوں نے منصور کا زمانۂ سلطنت پایا۔ احمد نے اپنے ذاتی مشاہدات کی بنا پر نجوم کا ایک نقشہ تیار کیا جس کا